

ہفت روزہ

۶/۵۸

خُلا مِلّٰتِیْنَ

میکادگار

شیخ الفیہ حضرت مولانا محمد علی
شیرازوالہ دروازہ لاہور

۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء

یگانہ مطبوعات لاہور خُلا مِلّٰتِیْنَ لاہور

۲۵ روپے

حضرت شیخ التفسیر کے مزار پر

رحمۃ اللہ علیہ

علامہ انور صابری مدظلہ دہلی سے لاہور سلسلہ تعزیت تشریف لائے تو آپ نے ارتجالاً یہ اشعار ارشاد فرمائے۔ ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔ (نظر)

یہ فضا اللہ کی رحمت میں ڈھلتی جائے گی
 خاک مرقد سے تری خوشبو نکلتی جائے گی
 جو نرے الفاظ سے روشن ہوئی تھی دہریں
 آنکھوں میں بھی تری وہ شمع جلتی جائے گی
 بہ نظر کو کیف تیرے دم سے ملتا جائے گا
 روح تیرے سایہ ایماں میں پکیتی جائے گی
 جس زمیں کو تو نے سینچا ہے خود اپنے خون سے
 وہ زمیں تفسیر کا سونا اگلتی جائے گی
 ذہن سے تا عمر جا سکتا نہیں تیرا خیال
 یاد تیری حشر تک دل میں محبتی جائے گی
 رابطہ باہم کے مبلغ! تیرے فیض روح سے
 ہندو پاکستان کی دنیا بدلتی جائے گی
 حق پرستوں کو محمدؐ سے جو ورثے میں ملی
 گردن باطل پہ وہ تلوار چلتی جائے گی
 قصر دیں کی تجھ سے جو دیوار مستحکم ہوئی
 زلزلوں کی زد پہ آکر بھی سنبھلتی جائے گی

ہے یقین انور کو تیرے ذکر کی برکات سے
 جو بلا بھی سر پہ آئے گی وہ ٹپکتی جائے گی

۱۰-۱۱-۱۲
 ۱۰-۱۱-۱۲
 ۱۰-۱۱-۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اداریہ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

انتخابات اور مسلمانوں کا فرض

جلد ۴	ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ
شمارہ ۵۰	مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء

حکومت تعلیم و تہذیب و ثقافت کا منظور شدہ

اس شمارہ میں

حضرت شیخ الفقیہ	علامہ اور صاحبی ہادیہ نشین پیران کیر
کے مزار پر	اداریہ
مجلس ذکر	مولانا حافظ حمید اللہ صاحب
حضرت شیخ الفقیہ	ڈاکٹر مناظر حسین نظر
کی بارگاہ میں	حضرت شیخ الفقیہ محمد عبداللہ صاحب
خطبہ جمعہ	مولانا محمد شفیع عمر الدین صاحب
چ	مولانا قاسم صاحب جینی بھالک پوری
راج اور اس کی اہمیت	مولانا رشید الرحمن صاحب
عقیدت کے چند اصول	مولانا رشید الرحمن صاحب
بچوں کا صفحہ	

فون نمبر ۶۷۵۴۵

شرح چندہ
 پاکستان و ہندوستان
 سالانہ: گیارہ روپے
 سہ ماہی: تین روپے
 آفریقہ، مشرق وسطیٰ، جنوبی افریقہ: سالانہ ۲۵ روپے
 ایران، طرابلس، پاکستان، ترکی: سالانہ ۱۸ روپے
 امریکہ، انگلینڈ: سالانہ ۱۰ روپے
 ان ممالک کے لئے چندہ ماہ سے کم دیا جائے گا۔
 لئے پرچہ جاری نہیں کیا جائے گا۔

نوٹ
 خدا کا رب کہنے وقت غور فرمایا نہ کہ حوالہ ضروری ہیں
 چھپ رہے ہیں ان کے چندہ نمبر ہونے کی نشانی ہے

قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے ہزاروں افراد نے کافلات داخل کئے اور سوائے چند کے تمام امیدواروں کے کافلات منظور ہو گئے۔ اگر ہم امیدواروں کی فہرست پر نگاہ دوں تو ان میں ہر گزیر خیال کے لوگوں کے ساتھ ساتھ بعض جید اور مخلص علماء کرام کے نام بھی نظر آئیں گے۔ اس انتخاب میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب صدر مدرس قائم العلوم مدارس و ناظم اعلیٰ دفتار المدارس عربیہ پاکستان (ڈیرہ اسماعیل خان) حضرت مولانا قاضی عبدالکلام صاحب مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی۔ حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب مہتمم مدرسہ نظامیہ۔ حضرت مولانا حضرت علی صاحب مدرس دارالعلوم عربیہ بنوں اور شیخ سرحد بادشاہی سلف حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ایسے اکابر امت اور صلحاء ملت بھی حصہ لے رہے ہیں۔ ہم اپنی صوابدید پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ علماء دین جن کی جی خدمات کی ساری قوم محض ہے نہ تو اقتدار کے خواہش مند ہیں اور نہ ہی دولت و ثروت کی حرص انہیں اس کچھے میں لاتی ہے بلکہ جذبہ خدمت دینی اور ہجرت ملی انہیں اس دواوی پختہ میں لانے کا باعث بنا ہے۔

حکومت نے واشگاف الفاظ میں بار بار اعلان کیا ہے کہ اسلام کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ اس تصریح کی موجودگی میں علماء کا آئین میں منتخب ہو کر جانا نہایت ضروری ہے۔ آج کل فتنوں کا دور ہے اکثر لوگ کفر کو اسلام سمجھنے لگے ہیں۔ دین کے نام سے بے دینی پھیلانے میں بہترین مصروف ہیں۔ کتاب و سنت کے معانی میں تحریف کرنا ان کی زندگی کا مقصد ہو چکا ہے۔ سلف صالحین کی راہ سے ہٹ کر قرآن پاک کی تشریح و تفسیر اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے میں فخر محسوس کرتے گئے ہیں۔ خدا کا کوئی خوف ان کے دل میں نہیں رہا۔ اعدا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیار ان کی آنکھوں سے رخصت ہو چکی ہے۔

ان حالات میں علماء ربانیتیں ہی ملک و قوم کی صحیح راہنمائی کر سکتے ہیں اور چپکے کھاتی ہوئی کشتی ملت کو ساحل مراد منگ پہنچانے میں مدد و معاون ہو سکتے ہیں۔ اسلامی قوانین کی تشریحات اور بار بار مسائل کی تحقیقات کا اہم فریضہ محض علماء ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔ اور یہی وہ حقیقت ہے جو علماء کو الیکشن کے جھیلے میں چھانسنے کا سبب ہوئی ہے علماء اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ جب اچھے بڑے کر حکومت کے عین مشاور کے مطابق ملت کے مفاد پر سوچے گا تو اس جدید قدیم نظریہ خیال کے امتزاج سے روشن مستقبل کی راہیں ہموار ہوں گی۔ علماء نے اپنی خدمات پیش کر کے اپنی فرست کا ثبوت دیا ہے۔ حکومت کا بھی یہی ایما ہے کہ دانت دار اور اچھے لوگ جن کے اخلاق بلند اور کردار بے داغ ہوں عقبت ہو کر قوم کی بہتری کے لئے جان کی بازی لگائیں اور وطن کی ترقی کے خطوط مرتب کر لیں۔

اب مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ غیرت و حقیقت اسلامی کا ثبوت دیں اور علماء کو کامیاب بنا کر خدا اللہ لاہور ہوں۔ ملک کے جن گوشوں میں امیدوار علماء کرام کا فقدان ہے وہاں ایسے حضرات کا تعاون کرنا جن کی سابقہ زندگی ملک و ملت کی علمائے ہمدردی کے لئے بہترین مصروف کار رہی ہو اور احکام شریعہ کی پابندی ان کے دگ و دلش میں سرایت کر چکی ہو۔ اس سلسلہ میں علماء کرام کی راہنمائی اپنے لئے ضروری اور قابل فخر سمجھتے ہوں اعلیٰ کے الحق کا جذبہ انہیں ماہی بے آب کی طرح بے قرار کئے رہتا ہو، بلا خوف و ہراس لایم اور طبع و لالچ سے بے داغ ہو کر ان کی مدد کرنا وہ حقیقت اکابر امت سے تعاون کے مترادف سمجھا جائے گا۔

سیاست کیا ہے دنیا میں فقط اللہ سے ڈرنا حضورِ خاتمہ کو نبی کی عزت پہ کٹ مرنا

جلسہ ذکر منعقدہ جمعرات ۶ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۶۲ء

مخدومنا و مرشدنا حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ کے صاحبزادہ مولانا حمید اللہ مدظلہ نے ذکر کے بعد ارشاد فرمایا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامَةٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى آمَنَّا بِإِعْدَادِ

اتباع نبی ﷺ

ترجمہ - اور بکثرت خدا کو یاد کرنے والے مرد - اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

مرد اور عورت کی زندگی کے دائرے گو الگ الگ ہیں۔ مگر اخلاق اور رعایت کے تعلق میں کوئی فرق نہیں۔ جو لوگ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ اُن کو اللہ تعالیٰ اسی آیت شریف میں

مغفرت اور بخشش کی بشارت دیتے ہیں
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُسْرَانَ رَجُلًا
قَالَ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبَرَنِي بِشَيْءٍ أَتَيْتُهُ
بِهِ قَالَ لَا يَزَالُ إِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ
ذِكْرِ اللَّهِ (ترمذی)

ترجمہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے۔ تاکہ میں اُس پر آسانی سے عمل کر سکوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہ۔

جسم کی عبادت یہ ہے۔ کہ زبان سے
تہنید کی یاد کرتا رہے۔ اور ہاتھ سے یسوع
کے کام اللہ تعالیٰ نے کثرت سے یاد کرنے
الوں کے لئے جو وعدے فرمائے ہیں۔
یہ یقیناً سچے ہیں۔ اور ان پر عمل کرنے
ہی بنی فلاح و کامرانی کا راز و مضمر ہے
سورۃ فاطر پارہ ۱۷ رکوع ۱۷ میں ارشاد

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ
لَا تُغَيِّرُوا كَلِمَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تَبْتَغُوا
لِللَّهِ الْغُرُورَ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ
أَمْسًا حَسَنَةً لِّمَن كَانَ يَرْجُوا
اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَكَذَّبَ اللَّهُ كَثِيرًا
(سورة الاحزاب پارہ ۷، رکوع ۷)

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے جو
اللہ تعالیٰ اور قیامت کی امید رکھتا ہے
اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہے

اس آیت کے حاشیہ پر شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یعنی پیغمبر کو دیکھو ان عقیدوں میں کیا انقلاب رکھتے ہیں۔ حالانکہ سب سے زیادہ اندیشہ اور فکر انہیں پر ہے۔ چنانچہ اپنے اس عقیدے پر جتنس کھاتے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے شے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔ اور لذت سے خدا تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں۔ ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات منبع البرکات بہتر نہوتے ہے۔ چاہے کہ ہر معاملہ میں ان کے نفسی قدم پر چلیں۔ یہیں چاہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کیوں اور سکھائیں۔ اور یہ کہ عبادت اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افعال، اقوال اور احوال، (شریعت، طریقہ و حقیقت) پرستی کے سارے کار بند رہیں۔

امت کے ہر فرد پر تبلیغ کرنا فرض ہے
آپ کو چاہئے کہ اپنے دوستوں، اقرباء
اور اولاد کو آیت مذکورہ کی روشنی میں سنت
پر عمل کی دعوت دیتے رہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سورۃ الاحزاب کو
 دیکھ کر فرماتے ہیں -
 وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ
 اتَّخَذَ اللَّهُ مَخْفًّى لَهُ وَاَجْرٌ عَظِيمٌ

ترجمہ۔ اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ ٹھیک ہے۔ سو نہ بہکائے تم کو دنیا کی زندگانی۔ اور نہ دعا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا باز۔

اس آیت کا کہ یہ میں شیطان کا پروردگار
 حسین و قریب چاہی سے ضرور کیا گیا ہے۔
 جنوں اور انسانوں میں شیطان ہوتے ہیں وہ
 اپنے لشکر کو بلا تا سچے تاک کہ وہ دور در
 جانے والے ہو جائیں۔ بھی تصوف کے بعض
 میں دھوکا دیا ہے۔ اس سے بشارت رہی۔
 کہ کبھی یہ تصوف کے بعض میں شیطان تو
 گمراہ نہیں کرے۔ تصوف مقبول بارگاہ الہی
 نہ ہوگا۔ جو منت کے مطابق ہوگا۔ غیر
 شرعی صوفی قابل تقلید نہیں

عَنْ ثَائِثَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحَدِثِ بَنِي
أَمْرِئِنَا هَذَا مَا كَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَكْعٌ (متفق عليه)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ جس شخص نے کوئی نئی چیز
نگاہی ہمارے اس محاسبے میں (درج کی)
جو کہ اس میں نہیں ہے۔ پس وہ مرد
میں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ حَبْرَ الْأَحْيَاءِ
 تَابَ اللَّهُ وَحَبْرَ الْيَهُودِ هَدَىٰ مُحَمَّدٌ
 وَشَرُّ الْأُمَمِ مُحَدَّثَانِهَا وَكُلٌّ يَدْعُو
 ضَلَالَةً (رواه مسلم)

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہ میں

خراب عقیدت

اغواہ آمت کی ترجمانی روحانی کا خصوصی سرکار اور ان کے طریقہ کا امین ہونا خاص انعام ربانی نہیں تو اور کیا ہے۔

ابن سعادت بزدل بازو نیست
تا نہ بخشد خداے بخشنده

اسی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ
خدیجہ جہاد حضرت اور عقیقہ الہی کا دلولہ
رنگ و پہنے میں سرایت کئے ہوئے تھا۔

اور حضرت اقدس علیہ الرحمۃ کی ذات میں
خفقت علوم و کمالات، متضاد صفات و
خوبیوں کی یکجائی کچھ اس طرح جو گئی
تھی کہ کلمۃ والا قلم ان کی زندگی کے
کسی گوشہ کو متعین نہیں کر سکتا۔ اگر

ان کی زندگی کا تجزیہ کیا جائے تو علم و
عرفان، عمل و اخلاص، شہنشاہی و گلابی،
مکنت و ایشان، غازیانہ روح اور شہیدانہ

ترتیب، عالمانہ وقار اور فیضانہ طور طریق
کے میکلاؤں نقوش اس طرح ابھیر کر
آپ کے سامنے آجائیں گے کہ آپ عیادت

کہہ اٹھیں گے۔ عج
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جانیاست

اور مانا پڑے گا کہ وہ اپنے ظاہر و
باطن اور جسم و روح کے اعتبار سے ایک
ایسی مافوق الفطرت ہستی تھے جس کی فیکر

اب حدیثوں پیدا نہ ہوگی۔
شاہ ولی اللہ کی ہمدنی فکر اور تجدید
اجیانہ آسمان کا نامزد، شاہ عبدالغفار اور

شاہ رفیع الدین کی فراست قرآنیہ، شاہ
عبدالعزیز کا علم و عرفان، امام المہادیں کا
ذوق عمل، شہدائے بالاکوٹ کا جوش جہاد،

شاہ محمد اسحاق اور شاہ محمد یعقوب کا جذبہ
ہجرت، جنگ آزادہ کی شہکار، کامردی،
انبا جیل کے قیدیوں کی داسان دارورسن

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی
کتاب زندگی پر نگاہ ڈالئے تو صفات نظر
آئے گا کہ قدرت کے دست کریمانہ ان

کی تربیت میں برابر مصروف رہے۔
اور نسیم جھکا ہی کے جھونکوں نے ان
کے گیسٹے زندگی سفارنے اور بنائے

میں کوئی دقیقہ فرو گذار نہ کیا۔
ابھی کرم عدم میں تھے کہ والدین نے (اللہ
ان کی جزوں کو نور سے بھرے) زندہ دانی

کہ ہونے والے مولود کو اللہ کی راہ میں
وقف کریں گے۔ پاکیزاں اور خدیجہ عقیق
الہی سے سرشار والد کی پُر خلوص دعاؤں
اور منت سے قبولیت کا بادہ پہنا تو

حضرت مولانا احمد علی قدس سرف کا بیوی
تیار ہوا۔ جلد گاہ آستی میں قدم رکھا تو
آٹھویں امام انقلاب مولانا عبد اللہ منشی

رحمۃ اللہ علیہ ایسے مایہ ناز مقلد اسلام کی
آغوش محبت میں لکھویں۔ سرخیل قافلہ
حیث حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے

مکتبہ فکر میں پردان پڑھے۔ مظہر جمال الہی
صدیق دوران حضرت خلیفہ عالم محمد صاحب
دین پوری قدس سرہ العزیز اور پیر جلال

ربانی عرش صمدانی سیدنا تاج محمود صاحب
امروٹی نور اللہ مرتد ایسے مشائخ طریقت
کے سایہ عاطفت میں منازل سکون طے

کر کے پایہ تکمیل کو پہنچے۔
حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور امام
انقلاب حضرت منشی رحمۃ اللہ علیہ نے

فکر قرآن کی مشعل فروزاں آپ کے حوالے
کی اور حضرت دین پوری اور حضرت امروٹی
رحمۃ اللہ علیہ نے علوم باطنی کی دولت سے

مالال کر کے ترقی خلافت سے نوازا۔
ایسے ایسے ائمہ وقت اور انقلاب و

کالے پانی کے اسیر دل کا عزم و ثبات، علمائے
حق کا اٹلانے کلمۃ الحق اور شریعت شہادت،
مولانا محمد قاسم نانوتوی کی حکمت و فراست،
شیخ الہند کی ہدایت اور تحریک آزادی حضرت
مولانا منشی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاست اور
انقلاب آفرینی، شیخ الاسلام حضرت مدنی کی
ہدایت و ولایت اور اخلاص کی عمل روح اگر
کسی انسانی نقاب میں جاری و ساری تھی تو
وہ صرف حضرت اقدس مولانا احمد علی رحمۃ
اللہ علیہ کی ذات گرامی تھی۔

آپ کے ساتھ اس شاندار و باقار
تاریخ کا ایک مبارک دور ختم ہو گیا۔
علامہ اور صابری مظہر العالی خاں آستانہ

کلیہ شریف اظہار تقدیرت کے لئے دہلی سے
لاہور تشریف لائے تو ان کے ہمراہ ان کے
ودیعہ دل میں سٹی ہوئی کاروان عمل کی

ایک پوری تاریخ تھی۔ وہ شدت غم سے
بیقرار تصویر داؤد بنے ظن داؤد ہی میں یہ
اشعار الایسے نظر آئے۔

شدت غم اس قدر احساس دل پر چھائی گئی
زندگی کوسمت کی آغوش میں پیچھا گئی
دیکھائیوں بند ہو جائیں گی سمجھیں ایک دن

آپ سمجھیں گے بہت آرام سے نیند آگئی
بچھ رہا۔
"ڈاکٹر بھائی! ہم اور آپ کا جیسا حق

مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے مقام بلند کر۔
کوئی جا کہ شیخ مدنی قدس سرہ العزیز سے پوچھنا
تو اتار دیتا مولانا احمد علی کیا تھے۔

حضرت مولانا کی خدمات بلند پر اختصار
کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر ایک جھلک
بھی دینا ان گوشوں کو دیکھ پاتی ہوراز مرستہ

کی محنتوں میں بعض انفاص قدیم کے سیدنا
میں محفوظ ہیں تو یقیناً جائے ایک عالم دین
پڑھنے لکنا۔ تاریخ ان کے آستانہ عظمت

پر نیازمند انداز میں سر جھکا کر گزرتی۔
وہ عرفان جنت و الہیت کے اس مقام
پر ناز تھے جسے حدیثیت کے نام سے غیر

کیا جاتا ہے اور جو مزاج نبوت کے عین
مطابق ہوتا ہے۔
اس موقع پر آپ نے سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ کی شان میں مندرجہ ذیل اشعار
پڑھ کر شہکارے مجلس کو تڑپا دیا۔
دامن نور کے عالمی نظاروں کی قسم

فلت حاس کے شب تاب ستاروں کی قسم
روئے محبوب کو پڑما کے آنسو تیرے
دست جبریل میں ترے لئے مبارک و تبر

حق قرنی کا قرعہ تیری تعبیر میں تھا
اولیں تاج خلافت تیری تقدیر میں تھا
پھر فرمایا :
یہاں معاملہ سرنا سر نظری ہوتا ہے یا
حدیسی ؟
سہ میدان مجاہد سے چلتا ہے کاروبار حیات
زبان عشق سے ناواقف کلام اسے دوست
یہاں سے سلسلہ سخن حضرت اقدس
مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ کی طرف
مٹتا اور خاندان ولی الہی کا تجزیہ ان
الفاظ میں فرمایا :۔

”ولی الہی خاندان میں ہے ادا بدو اقل سے
چلی آتی ہے کہ وہ دن کو گھوڑے کے سوا
ہوتے ہیں اور رات کو مصلے کی پشت پر
بارگاہ رب العزت میں مصروف راز و نیاز
ظہر ایک سرور آہ کھینچ کر کہا :۔
”مولا کی وفات صدیقوں کے دین و عمل
کی تاریخ کی موت ہے۔
حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اس دور
کے شاہ ولی اللہ، جامین میں سید احمد
شہید اور تصوف میں امام ربانی مجدد
الہ ثانی تھے۔“
حضرت اقدس نور اللہ سرمدہ کے مراد
پڑاؤ اس کے متعلق کہا :۔

”اس چھوٹی سی قبر میں ہے حضرت مولانا
احمد علی رحمۃ اللہ علیہ سے خواب کیا جاتا
ہے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے لے
کر شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ
تک سیاسی تدبیر، اسلامی تعلقہ، بصیرت قریبہ
اور معرفت الہیہ کی پوری تاریخ وہ ہے۔“

دلیل اسوۂ پیغمبری کو دیکھا تھا
نوروز تا یقدم زندگی کو دیکھا تھا
میں سے کم یہ عبادت تیری نظر تھے
بہت قریب سے احمد علی کو دیکھا تھا
حزوت آخر تھے۔

”میں اگر بارگاہ رب العزت میں دست
بدعا رہتا تھا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا
سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ
العرب و امام حضرت مولانا احمد علی قدس
سرہ العزیز کے صاحبزادگان ان کے صحیح
جانشین ہوں۔ سرور اکابر کا سلسلہ فیض
جاری رہے۔ ان کے نقوش تاباں ابھرتے
رہیں اور وہ آنے والی نسل اور مبرور
پودہ دونوں کے لئے ہمسائے حیات ہوں۔
احمد اللہ خدائے عزوجل نے میری دعا
قبل فرما لی ہے۔ دیوبند میں حضرت مولانا

اس میں صاحب سلسلہ کو دیکھ کر کہیں
ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور گلشن امید ماحول
نظر آتا ہے۔ لاہور آکر حضرت مولانا عبد اللہ
افضل کی زیارت کی تو جی باغ باغ ہو
گیا اور جھنڈا تھا میں بہار دہلی چلی
دکھائی دی۔ دونوں ہی صحیح جانشین
ہیں اور وراثت اکابر کی منزل کے قریب
پہنچ چکے ہیں۔ اللہ ہمارے بزرگوں کی ان
جیتی جاگتی یادگاروں کو قائم و دائم رکھے
اور ان کے فیوض و برکات کا سلسلہ تاباں
جاری و جاری رہے۔

”اس دعا میں دامن جہاں آجیں یاد“
ابھی یہ الفاظ ادا ہی کر رہے تھے
کہ ارچالا یہ قطعہ ان کی زبان پر آ گیا۔
اور علامہ نے اپنے دست مبارک سے تحریر
فرما کر میرے حوالہ کیا۔

عجب تاثیر دی مولانا میری
دعا سے سینہ حق آندریں میں
روح احمد علی کی ہے بجلی
علیہ اللہ انور کی جبین میں

اور ابھی یہ قطعہ تحریر ہی کیا تھا کہ

ذیل کے اشعار بھی فی البدیہہ ان کے
چشمہ داغ سے اُبل پڑے اور زینت
قرطاس ہو گئے۔ حضرت علامہ اس وقت
محویت کے عالم میں تھے معلوم ہوتا تھا
حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار
صحبتوں کے روح پرورد نقوش ان کے
روح دل پر ابھر آئے ہیں یا فاضل کی
یادوں کے آباد مونی قلب و نظر کی
غیرانیوں میں ڈوب کر نکالی لانے کی فکر
میں ہیں۔

آپ نے حضرت شیخ قدس سرہ العزیزہ
کو کس رنگ میں دیکھا اور ان کی زندگی
کے حقائق کی آئینہ دار دیکھی اس کی ایک
جھلک ملاحظہ فرمائیے۔

مشیت کے ارادوں کی حسین تعبیر دیکھی تھی
مزاج سرور کو نین کی تصویر دیکھی تھی
روح علامہ احمد علی کی شہرستی میں
نبوت کے سراج علمی تویر دیکھی تھی
مجھے اپنی نگاہوں پر نہ کیونکر ناز و نواز
قرون اولیں کے خواب کی تعبیر دیکھی تھی

حضرت مولانا احمد علی صاحب کی لحد پاک پر

طیوران سحر کا ہم آہنگ ہو کر

دل حنین و نگاہ ملول لایا ہوں
نظر کا جذبہ حسن قبول لایا ہوں
شعور و دانش فکر رسول لایا ہوں
تری لحد پہ عقیدت کے پھول لایا ہوں

مجھے جواب دعا و لب سلام ملے

خواص سرور کو نین کا مقام ملے

الزمر بریں
لاہور

خطبہ یوم الجمعہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۶۲ء

یہ خطبہ جمعہ بھی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا سابقہ تحریر فرمودہ ہے جسے اس جمعۃ المبارک کو احقر نے دوبارہ پڑھ کر سنایا۔ گا ہے باز خواں.....
(احقر صید اللہ اور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَلَّمَ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰ اَمَّا بَعْدُ

ذمہ داریوں کی دو قسمیں

ہر اور ان اسلام آج کے معروضات کا عنوان "ذمہ داریوں کی دو قسمیں" ہیں۔ معزز حاضرین! جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو دربار شہنشاہی (رجحان مسند) میں اس سنے لاتا ہے۔ تاکہ آپ کو آپ کے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ فرمائے۔ اس لئے حبیب کا تو یہ فرض ہے۔ کہ شہنشاہ حقیقی عروبل کے فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن کی روشنی میں آپ کے حالات پر تنقیدی نگاہ ڈالے قرآن مجید کی ہدایات کے نقطہ نگاہ سے آپ کو جانے۔ جو کوتاہی اور بے راہ ردی آپ میں پائی جائے۔ اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلائے۔ تاکہ آپ اس دنیا سے اپنی ذمہ داریوں کو نباہ کر جائیں اور قیامت کے دن امتحان عمری میں کامیاب ہو جائیں۔ اور دوزخ سے بچ کر جنت میں پہنچ جائیں۔ اور اس امتحان عمری سے پہلے قرین جب آپ داخل ہوں۔ تو وہ آپ کے لئے دوزخ کا گولہ خا نہ بنے۔ بلکہ بہشت کا باغ بن جائے۔ اور آپ کا یہ فرض ہے۔ کہ خطیب جو کہے اسے گوش دل سے سنیں۔ اور لوح دل پر لکھ کر لے جائیں۔ اسے عملی جامہ پہنائیں۔ تاکہ وہ نتائج حسد نکل آئیں جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ معزز حضرات! ہدای ذمہ داریوں کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم کی ذمہ داریاں

۱۔ اعتقادات وہ ہیں۔ جن میں ہر مرد و زن۔ بیرو جوان۔ ہر شاہ و گدا۔ ہر امیر و غریب۔ جاہل و عالم ان میں یکساں طور پر

ذمہ دار ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک لہ ماننا۔ اس کے تمام صفات پر ایمان لانا۔ اس کی تمام نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان لانا۔ اس کے تمام ممالک عظام پر ایمان لانا۔ اس کے تمام بیجے ہوئے پیغمبروں کو سچا جاننا۔ اس کی تقدیر پر ایمان لانا۔ قیامت کے دن قروں سے نکل کر میدان عشرت میں آنے اور حساب کتاب ہونے پر ایمان لانا۔

دوسری قسم کی ذمہ داریاں

وہ ہیں۔ جو ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ پہلی قسم کی ذمہ داریوں کے علاوہ ان دوسری قسم کی ذمہ داریوں کا انجام دینا بھی ضروری ہے۔ جو شخص ان مقدمی ذمہ داریوں کو انجام نہیں دے گا۔ وہ بھی یقیناً گرفت الہی میں آئے گا۔ اور عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اللہ جل جلالہ انھیں اس قسم کی ذمہ داریوں کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی مثال (مرد کی ذمہ داری)

مرد اگرچہ نماز۔ روزہ وغیرہ احکام شریعہ کا پابند ہو۔ مگر اس کا سلوک بھوی بھوں سے اچھا نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِرَاٰدِلِهِ
ترجمہ۔ تم میں سے اچھا وہ آدمی ہے جس کا سلوک اپنے بال بچوں سے اچھا ہو۔ دوسرا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَانِ يَأْكُمُ بَعْدَ بَيْعَتِهِمَا جَاءَهُ الْيَمَامَةُ وَشَفَقَهُ سَاقَطَ
ترجمہ۔ ابو ہریرہ رضی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب آدمی کے پاس دو بیویاں ہوں۔ اور ان میں انصاف نہ کرے تو قیامت کے دن ایسے حال میں میدان عشرت میں آئے گا۔ کہ اس کا آدھا وجود گرنے والا ہوگا۔ یعنی ایک حصہ وجود کا صحیح و سالم ہوگا۔ اور دوسرا حصہ بے جان ہونے کے باعث جھکا ہوا ہوگا

دوسری مثال (عورت کی ذمہ داری)

اگر مرد عورت سے راضی سے تو اس کے لئے بہشت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَتْ وَرَجُلًا عَنْهَا رَاضٍ كَحَلَّتِ الْجَنَّةَ
ترجمہ۔ ام سلمہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت ایسے حال میں فوت ہو جائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ بہشت میں جائے گی۔

ناراض عورت پر فرشتوں کی لغت

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهُ اِلٰی فِرَاشِهِ كَانَتْ جَانَّتَ غَضَبًا لِّنَفْسِهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰی تَنْصَبَ
ترجمہ ابو ہریرہ رضی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اپنے فرمایا۔ کہ جب مرد اپنی عورت کو اپنے بستر کے طرف بلائے اور عورت آنے سے انکار کرے۔ پھر وہ مرد ساری رات ناراض رہے۔ اس عورت پر فرشتے جھنگ لغت بھیجے رہتے ہیں۔

تیسری مثال (صلہ رحمی)

اگر ایک شخص نماز روزے کا پابند

لال دین انگریزی - اے بی ٹی ٹی ٹی سکول ہائیڈ

حضرت شیخ التفسیر کی وفات حسرت آثار

اور

آپ کی چند پیش گوئیاں

وائس نہیں آئے گا۔ لہذا لاکھوں دانشوران کی انگشتاں انھیں اس نوعاًتی تنویر کی تلاش کرنے لگیں۔ لیکن اب سوائے حسرت کے بچہ باقی نہ تھا۔ تمام پساندگان کے دلوں میں یہی ایک آرزو کب بن کر رہ گئی۔ کہ کاش حضرت شیخ التفسیر اور زندہ رہتے کاش ہم حرام نصیب حضرت قطب الاقطاب کی پیغمبرانہ صحبت سے اور مستفیض ہوتے کاش یہ سانحہ عظیم ہماری زندگی میں وقوع پذیر نہ ہوتا۔ اللہ! اگرچہ ظاہر وہ کہنے نہ تھی مگر لاکھوں نفوس کے لئے سرباز حیات تھی ان بارہ فردوس بھارتی

وہ مہر ولایت جو آج سے ۶۷ برس قبل مسلط شہور پر چکا۔ اور اپنی ضیاء شہر سے تقریباً نصف صدی تک مسعودوں کو منور کرتا رہا۔ ۲۴ فروری بمطابق ۱۴ رمضان المبارک بروز جمعہ عالم باودانی کے مغرب میں باذن اللہ روپوش ہو گیا۔ پوری دنیائے اسلام پر کسوف کے اندھیرے چھا گئے اور افواہ ولایت کے سہارے ہر راہ دہانت پر چلنے والے مسافر سہم کر رہ گئے۔ اے ان پیچاریوں کو کیا خبر تھی کہ ہادی مشرق ان کو اچانک چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اور دوبارہ

ہے۔ حج بھی کر آیا ہے۔ زکوٰۃ بھی پاتاؤ ادا کرتا ہے۔ مگر رشتہ داروں سے اس کا سلوک اچھا نہیں ہے۔ تو وہ بھی دوزخ کی جہنم کا ہے۔ بغیر جنت میں نہیں پاتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکور عَنْ جَبْرِ مَطْعَمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاتِلٌ

ترجمہ۔ جبر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قاتل رحم کرنے والا بہشت میں نہیں جائے گا۔ (یعنی جس کا سلوک) اپنے رشتہ داروں سے اچھا نہیں ہوگا۔ وہ ابتداء بہشت میں نہیں جائے گا اگرچہ دوزخ کی سزا سزا کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے نکل آئے گا چوتھی مثال (عالم حاکم پر بہشت کا حرام ہونا

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ وَالٍ يَتِي رَحِيَةً مِنْ الْمُسْلِمِينَ فَيَكُونُ وَهْوَ قَاتِلٌ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

ترجمہ معقل بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جو عالم مسلمانوں کی رعیت پر حاکم ہو جائے پھر وہ ایسے حال میں مرے کہ ان کے محلے میں وہ خیانت اور ظلم کرتا تھا۔ تو اس حاکم پر اللہ نے بہشت حرام کر دیا ہے۔

رشوت خور حاکم پر لعنت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَشٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاغِبِينَ وَالْمُدْتَكِلِينَ

ترجمہ عبد اللہ بن حشر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔

پانچویں مثال

اشاعت دین کرنے والے عالم کی فضیلت

عَنْ الْحَسَنِ بْنِ سُرَسَلَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

درجہ کے مسلمان پر ہے، یعنی جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ایک آدمی درجہ کے مسلمان سے بلند ہے۔ اتنا ہی اس عالم کا درجہ اس عابد سے بلند ہے

برے عالم کی مذمت

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْثَرُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنْ الْإِسْلَامِ إِلَّا رِشْوَةٌ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْفُتْرَانِ إِلَّا ائْتَمَةُ مَسَاجِدُهَا مَكْرُوهٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهَدَى عُلَمَاءُ هُمْ كَسَرُوا مِنْ تَحْتِ أَوْيَارِ الشَّكَاوَةِ مِنْ عَيْنِهِمْ خُذُجُ الْفِتْنَةِ وَبُيُوتُهُمْ نَعْوَةٌ ترجمہ۔ علی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ جس پر فقط اسلام کا نام باقی رہ جائے گا۔ اور قرآن کی ایک رسم رہ جائے گی۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی۔ مگر ان میں ہدایت نہیں ہوگی۔ علماء آسمان کے تارے رہنے والوں میں سے بدترین ہوں گے۔ انہیں جس سے فتنہ نکلے گا اور انہیں میں لوٹے گا۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْجُحُودُ

عَنْ سَمُوكَةَ بْنِ كَانَا فِي بَيْتِ إِسْرَائِيلَ أَحَدُ مِمَّا كَانَ عَالِمًا يَصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ يَتْلُو النَّاسَ الْحَبْرَ وَالْأَخْبَرَ يَصُومُ النَّفَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ أَيْضًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خُصِّلَ لِهَذَا الْعَالِمِ الَّذِي يَصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ يَتْلُو النَّاسَ الْحَبْرَ عَلَى الْعَالِمِ الَّذِي يَصُومُ النَّفَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ لَقُضِيَ عَلَى أَدْنَاكُمْ (رواہ الدارقوت)

ترجمہ۔ جس سے مراد روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کے متعلق سوال کیا گیا۔ جو نبی اسرائیل میں تھے۔ ایک ان میں سے عالم تھا۔ فرض نماز ادا کر کے بیٹھ جاتا تھا۔ پھر لوگوں کو نبی کی تعلیم دیتا تھا۔ اور دوسرا دن کو روزہ رکھتا تھا۔ اور رات کو نماز پڑھتا تھا۔ رسول کیا گیا، کہ ان دونوں میں افضل کون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عالم کی فضیلت جو فرض ادا کرتا تھا۔ پھر بیٹھ کر لوگوں کو نبی کی تعلیم دیتا تھا اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو نماز پڑھتا تھا۔ ایسی ہے جس طرح مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ

جس سے کروڑوں چستان نوب و حافی شکیلی ہے ہر خوشی کے لئے
 اُس کی فرحت اُس کی نورانی صفائیں۔ اُس
 کی ملکوتی یکپہنائیں اور اُس کی مشکبار ہواؤں
 کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس نے باطنی
 تزکیہ کے اسرار و خواص پر برسوں غور کیا
 ہو۔ قدرتِ خداوندی کیا ہے؟ عالمِ احدیت
 کے انوار سے کیا مراد ہے؟ نبوت کی
 وہی شان کس کو کہنے ہیں؟ صاحبِ ولایت
 بتوت و رسالت سے کیونکر کسبِ ضیا کرتا
 ہے؟ علمِ ظاہری کے حدود اور خارجی موثریت
 اور علمِ باطنی کی پہنائیاں اور عالمِ لاہوت کے
 مناظر کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ لیکن ایسے
 دل و دماغ کہاں۔

عصا مارا زبا پر گناہ کر د
 از جلالِ مصطفیٰ بگناہ کر د (اقبال مجوم)

عصرِ حاضر کی کور باطنی کا جتنا بھی نام
 کیا جائے۔ کم ہے۔ لہذا حضرت شیخ الغفر
 مرحوم کے مقام کو کون مان سکتا تھا۔ خدا
 تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ عوام کی
 زباں میں ساختہ بول اٹھتی تھیں۔ کہ حضرت
 مولانا و مرشدانِ زمانے کے قطب ہیں۔ علم
 کرام کے دل حضرت مرحوم کے نام پر
 عکس تھے۔ جگہ جگہ تھے اور تہذیبِ مزہب
 کے دلدادہ حضرات اگر عقیدت سے حاضر
 ہوتے۔ اور اس پریم ولایت میں سامعت
 دو ساعت بیٹھ جاتے۔ تو دلوں میں انقلاب
 لے کر جاتے تھے۔ مگر یہ ساری ظاہر ہیں
 آنکھیں تھیں۔

ابنِ کار علیہ نبیت دامنِ یکے گیر (اقبال مجوم)
 صدائے ساحلِ مسرت یک نہرِ صیامت

حضرت اولیاء کرام کا گروہ جن کی روحانیت
 پر پائیزہ فطرت اسلاف کی محبت ہیں رہ
 کرتاز و حدیث کا رنگ چڑھ چکا تھا
 ان کو حضرت مخدومنا پر دور حاضر کے
 اوعینہ یا امام احمد بن حنبل کا بازید بظاہر
 حضرت مجددِ کا یقین ہوتا تھا۔ اور یہ
 امر لاکھوں حقائق اپنے پہلو میں لئے ہوئے
 ہے۔ کہ میدانِ عمل میں حضرت والا
 قرونِ اولیٰ کے بزرگوں کی شان رکھتے تھے
 بھی وجہ ہے۔ کہ وہ خوش نصیب لوگ
 جو آپ کی نگاہ پاکیزہ کے سامنے اپنے
 دلوں کو اصلاح و تزکیہ کے لئے پیش کرتے
 تھے۔ اُن میں کا ہر فرد اس حقیقت کا
 اقرار کرتے بغیر نہیں رہ سکتا تھا
 کہ نبیہام چہ افسوس سے کند
 روں را در تن درگوں سے کند
 محبت او ہر خرف را در کند
 عکس او ہر تہی را پر کند (اقبال مجوم)

خیرا میں آج کی فرصت میں شیخ الغفر
 مرحوم کی اُن باتوں کو حوالہ دے رہا ہوں
 جن کا تعلق آپ کے ساتھ انحال سے ہے۔
 دراصل ولایت اور انگشتِ طاہریت منتقل
 بڑی ہی قریب کی چیزیں تھیں۔ آپ نے اپنی
 رحلت کے متعلق چند اشارات سے نہیں بلکہ
 توضیحات سے بتا دیا تھا۔ مگر ہم قسمت کے
 بیڑوں میں کوئی بھی صدیقِ اکبر کا سا
 دل و دماغ نہیں رکھتا تھا۔ جو اُن باتوں کا
 وجدانی تجزیہ کرتا۔ اور حضرت والا جاہلی
 وفات پُر لال سے چند برس یا مہینے بلکہ
 چند دنوں پیشتر اعلان کر دیتا کہ حضرت شیخ
 المشائخ بزمِ ناست سے رحلت ہونے والے
 ہیں اب واقعات کی روشنی میں اس بحث کا
 مل کیا جاتا ہے۔

۱۹۵۵ء میں ہمارے گاؤں کی جامعہ
 کے خلیفہ جناب مفتی ابوالشفاء صاحبِ کنہاں
 شریف سے واپس آئے۔ تو فرماتے گئے۔ کہ
 وہاں ایک مجذوب نے کچھ خجوت و جذب کے
 عالم میں چند باتیں فرمائیں۔ جو کہ سرِ لکڑے
 صیغہ تھیں۔ اور اُسی استغراق و انہماکِ مجذوبانہ
 میں پکار کر کہنے لگا۔ کہ گو! ٹھہرا یہ خیالی
 ہے۔ کہ لاہور میں صرف ایک حضرت علی
 ہجویری علیہ الرحمۃ ہیں۔ آؤ اگر زندہ عملی
 ہجویری دیکھنا ہو۔ تو شیر نواز دروازہ میں
 حضرت شیخ الغفر مولانا احمد علی صاحب کو
 دیکھو۔ مگر اُن کا وقت تھوڑا سا رہ گیا
 ہے۔ اس واقعہ کے سننے کے بعد میں نے
 کئی دوستوں سے بیان کیا۔ مگر مجھ کو کیا
 خبر تھی۔ کہ اُن کا وقت تھوڑا سا رہ
 گیا ہے۔ کی کیا تحدید ہو سکتی تھی۔ ایک
 دفعہ حضرت عالی مقام کے حضور میں میں
 نے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے دو بار
 مجھ سے اس اور خاموش رہے۔ مگر اندھا
 کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ حضرت مرحوم
 کے سامنے بیان کرنے وقت مجھ کو آخری
 جملہ یاد نہ رہا۔ آپ کا دوبار سنا شاید
 میرے اخفا کو انکھار میں تبدیل کرنا مقصود
 ہو۔ یہ وہ پیشنگوی تھی۔ جو ایک مجذوب
 وقت کی زبان پر جاری ہوتی۔ مجھ کو جب
 یاد آتا۔ دل دھک سے رہ جاتا۔ اور میں حضرت
 کے مبارک چہرے پر حسرت بھری نگاہیں لال
 کچھ مسوس لیتا تھا۔

گوشہ دروسال سے متواتر حرین
 الشریفین تشریف لے جانے کے موقعہ پر
 کچھ ایسے الفاظِ ضرور زبانِ مبارک سے
 نکالتے۔ کہ آپ کی والدہ تک آپ کے

غلاموں کے دل خوف سے کامیتے رہتے۔
 ایک رات غارِ عشاء کے بعد حسب
 معمول خلیفہ ہندوں کی ایک جماعت آپ کے
 پیچھے آپ کے در و ولایت تک پہنچی۔ میں
 اور میرا چھوٹا بچہ ابنِ الدین بھی ہمراہ تھے
 رحلت کے موقعہ پر ہمارے والد روحانی
 نے بڑوں سے مصافحہ فرمایا۔ اور ابنِ الدین
 کے سر پر پدرانہ دستِ شفقت پھیرتے ہوئے
 فرمایا۔ بٹیا۔ ہم نہیں ہوں گے۔ مگر مجھ کو
 یاد رہے گا۔ کہ میں یہاں آیا کرتا تھا۔
 اُس وقت مجھ کو بچہ کی سعادت کا خیال
 مسرور کر رہا تھا۔ مگر مجھ کو اتنا ہن کو
 کیا خبر تھی۔ کہ ہمارے شفیق و رؤف
 مرنے لڑتے پتا چھ مہینے کے بعد فردوسِ پرور
 میں جا بیٹھے۔

میری اہلیہ نے مجھ سے بیان کیا۔
 کہ حضرت مانا جان وفات سے چند دن
 پہلے اپنے پوتوں کا نام لے کر فرماتے گئے
 کہ اچن کو ہم یاد رہیں گے۔ مگر اکل
 ہم کو بھول جائے گا۔

ہر کہ از سترِ ہی گرد نصیب
 ہر کہ از جہرِ ہی گرد قریب (اقبال مجوم)
 بزرگوں اور عزیزوں کا بقیدِ حیات رہنے سے آ
 مکانی اور دن سال بقیدِ حیات رہنے سے آ
 آپ کے ہوتے اُس وقت بغضِ ایزد متنا
 دونوں چودہ سال سے بڑے ہوتے۔ اور
 لازماً دونوں عاجز و بے اپنے فخر دوراں داد
 جان کو تمام زندگی یاد رکھتے۔ اور اگر
 حضرت مخموم التمام کو کم از کم دو برس
 ہی اور زندہ رہنا ہوتا۔ تو اکل سے متنا
 یہ نہ فرماتے۔ کہ یہ ہم کو بھول جائیگا
 و احسن! اب پیشین گوئی آپ کی وفات
 بعد بیان کی گئی۔ خدا نے ذوالنہر علامتہ انبا
 مرحوم کی قبر کو جنت کے باغوں میں
 سے باغ بنائے۔ ایسے ہی بزرگانِ پاکہ
 باطن کے متعلق فرمائے ہیں۔

سترِ دیں مارا چرخِ اورا نظر
 آو درونِ خانہ ما بہرِ دن در
 در جہان بے ثبات اور اثبات
 مرگ اورا از مقاماتِ حیات

حضرت مولانا محمد صابر صاحب جن کے
 کانوں میں حضرت شفیق و شفیق نے تقریر
 نہیں سال تک پدرانہ و عارفانہ سرکوشیاں
 فرمائیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت مرحوم
 عالمی دین محمد صاحب کو یوم وصالِ دجہ
 کے دو تین دن پہلے فرما چکے تھے۔ کہ اس
 جمعہ کے بعد میں آپ کے پاس خطبہ لگے

مولانا محمد شفیع عمر الدین (سانگلہ)

حج

(۷)

سعی صفا و مروہ کا طریقہ

آب زمزم پی کر باب صفا سے
صفا و مروہ کی سعی کے نکلیں۔ باہر نکلتے وقت
اول باباں پاؤں باہر رکھیں۔ اور یہ دعا پڑھیں
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَ ذُنُوْبِيْ وَ اَلْحَمْدُ
لِيْ اَيُّوْبَ اَسْ حَمْدِكَ رَحْمَنَ حَمْدِيْ
ترجمہ: اے اللہ میرے گناہ بخش
دے۔ اور میرے لئے اچھی رحمت کے دروازے
کھول دے۔

صفا کی طرف یہ آیت پڑھتے ہوئے
جائیں۔
رَانَ الصَّافَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ
اَلْحَمْدِ (البقرہ آیت ۱۵۸)
ترجمہ: بے شک صفا و مروہ اللہ کی
نشانیوں میں سے ہیں۔

آج کل صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر

کے لئے نہیں آیا کروں گا۔ حالانکہ حضرت
مرحوم کئی سال سے اُن کے ہاں تشریف
لے جاتے تھے۔ خود حضرت مولانا محمد صابر
صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مرحوم
سے اس جگہ پر رخصت ہونے کے کسر مال
جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو غلاف معمول
بالکل انکار فرما دیا۔ مولانا محمد صابر جو
حقیقت میں صبر و توکل کی جیتی جاگتی تصویر
ہیں۔ روکر فرماتے گئے کہ مجھے کیا خبر تھی
کہ میرے آقا کے روحانی کے اس انکار
میں بھی ہزاروں مرتبہ نہ شکستیں نبھال تھیں
گویا آپ نے اپنے وصال کے وقت مجھے
احقر الانام کی غیر فاضلی پسند نہ فرمائی۔

وفات سے سات دن پہلے ایک نیا
کفن تیار کروایا گیا۔ شیرا یہ سب کچھ
ہوا۔ اور آخر اس عالم ربانی اور امام
سمانی کی رحلت پر لاکھوں دل زخمی ہوئے
مگر تائبہ ایزد تھائے کا ظہور ایک عجیب
عزیز اسلوب سے شفق دہا کے سامنے
آیا۔ آج سے بارہ سو برس پہلے

شیخ الحدیث حضرت امام بخاری کی قبر
پاک سے خوشبو آنے لگی تھی۔ آج اسی قدسی
مشارفت اور ریح النبی کے اثبات کے
طور پر حضرت شیخ التفسیر مرحوم کی مبارک

تربت سے ایک جالغزا خوشبو آنے لگی۔
لاہور کے اکثر افراد نے اس عجوبہ روزگار
خبر کی تصدیق کے لئے مرکز تعلیمات مزاد
حضرت بخاری پر جا کر دیکھا، منقولہ آقا سے
مٹھی سے کیمیکل (CHEMICAL) سانس
کیا گیا۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا تھا۔ نہ ہوا
کہ اس قیمتی روح پرورد کو کس چیز کی طرف
منسوب کیا جائے۔ نتیجتاً یہ بات زبان زد
خاص و عام ہو کر ایک سنگین حقیقت کی
صورت اختیار کر گئی۔ کہ امام الانقیاسید
الاسعیا حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
کی بعد پاک مروضہ من الدیاض الجنة
بن چکی ہے۔

حرم ذات ہے۔ اس کا نشین ابوی
نذیر وہ خاکِ حرم ہے نہ جلوہ گاہ صفا
جج ہے۔ جس طرح آپ کی زندگی آیت
من آیات اللہ تھی۔ اسی طرح آپ کی رحلت
بھی صداقت اسلام کا ایک بڑے نشان بن گئی
کیا علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل کی تعبیر
یوں بھی ہو سکتی ہے۔ کہ سیدنا و مولانا
کی روح پاک کہہ رہی ہوگی۔ وَجَّهٌ لِّكَ مَآدَاكَ
اِنَّكَ لَمَّا تَدْعُوْهُ رَدُّوْهُ كَالْعَالَمِ نَعْمَ كُوْهًا جَاہِیْ
برہنہ مساوات کی بارش مجھ پر فرمائی ہے

زینے بنا دیئے گئے ہیں۔ اور صفا و
مروہ میں پہلے جو دو طرفہ دکانیں تھیں
وہ ہٹا دی گئی ہیں۔ اور صفا و مروہ
کو نئے توسیع شدہ حرم شریف کا حصہ
بنا دیا گیا ہے۔ صفا و مروہ کے اوپر
چھت ڈال دی گئی ہے۔ اور دو ڈولوں
پہاڑیوں کے درمیان والا حصہ پختہ بنا
دیا گیا ہے۔ اس پختہ راستے کو بیچ
میں سے دو حصوں میں تقسیم کر کے آنے
اور جانے کے دو علیحدہ راستے بنا دیئے
گئے ہیں۔

سعی صفا سے شروع کی جاتی ہے
سعی صفا کے ساتھ کریں۔ کپڑے اور
بدن بھی پاک ہونے چاہئیں۔

نیت سعی

صفا پر آئیں۔ چند زینے اوپر چڑھ

خدا تبارک کے حضور میں سرسجدہ ہو کر یہ
دعا ضرور کریں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے
قلب العالم حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب
مدنی (جو کہ ہمارے حضرت مرحوم کے خلف
الرشید ہیں) کو لاہور کے مرکز میں بیچ دے
آمین یا ادر العالین!

مدرسہ اہیاء العلوم عید گاہ مظفر گڑھ کا سکالانہ جلسہ

مورخہ ۵۔ ۵۔ ۱۹۷۲ء کو مدرسہ اہیاء العلوم کاسالانہ
اجلاس نہایت نرنگ و اشتہار سے انعقاد ہوا۔ یوں ہونا قرار پایا
ہے جس میں مندرجہ ذیل کا پرکار و صلحا نے شرکت شریک
۱۔ حافظ حبیب اللہ صاحب مدنی (مدنی) اور مدظلہ العالی
۲۔ حافظ ابو حنیفہ صاحب مدنی (مدنی) اور مدظلہ العالی
۳۔ حضرت شیخ الحدیث حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب کاندھلوی
۴۔ حضرت مولانا قاضی منیر حسین صاحب خلیفہ اعجاز شیخ الاسلام
مولانا حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مدظلہ
۵۔ علامہ خالد محمود صاحب ایم اے پریس ریم اولی
۶۔ امام اہلسنت حضرت مولانا نور الحسن شاہ صاحب بکاری
۷۔ علامہ حضرت مولانا محمد علی صاحب بکاری
۸۔ خطیب پاکستان مولانا کاظمی احسان احمد صاحب شجاع آباد
۹۔ راجہ شریعت شریعت زبدۃ الدین حضرت مولانا عبدالرشید صاحب
بکری صاحب آباد نقشبندی (دعوت) مولانا محمد عمر مدرسہ اہیاء

ضروری التماس

حضرت! حضرت مولانا علیہ الرحمتہ تو
اب ہم میں واپس نہیں آئیں گے۔ مگر آپ

کہ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں۔ اور یوں نیت کریں۔
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُجِیْزُكَ السَّعٰی بَیْنَ الصَّغَا وَالْمَوَدَّ سَبَّحَہُ اَسْمَہُ اِطْلُوْجِہُکَ الْکَرِیْمَ فِیْسُرِّیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنْیْ

ترجمہ۔ یا اللہ میں نے صفا و مروہ کی سعی کا ارادہ کیا، سات چکر اللہ کریم کے واسطے ہیں تو اسے میرے لئے آسان کر اور میرے لئے قبول فرما

دعا مانگنا

صفا پر نیت کے بعد دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں جیسے دعا میں اٹھائے جاتے ہیں۔ اور بار بار اَللّٰهُمَّ اَلْکَبْرُ اَلْکَبْرُ اَللّٰهُ اَلْکَبْرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ ہاتھ ایک بار اٹھائیں۔ تکبیر کے ساتھ انہیں بار بار اٹھانا اور گرائنا نہ چاہئے ایک ہی بار ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگیں تکبیر و تہلیل کے بعد آمین درود شریف پڑھیں۔ یہ قبولیت دعا کا مقام ہے اس لئے خوب عاجزی اور تواضع سے دعائیں مانگیں۔

یہ مسنونہ دعائیں بار مانگیں۔
 لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِکَ لَہٗ لَہٗ الْمُلْکُ وَلَہٗ الْحَمْدُ وَہُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

(موطا امام مالک)
 ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی سلطنت ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ دعا مانگی تھی۔
 اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَلْتُ اَدْعُوْکَ بِمِیْثَاقِ لَکَ وَ اِنَّکَ لَا تَخْلُقُ اِلَّا بِیْضًا وَ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ کَمَا هَکَیْ مِیْثَاقِیْ لَیْسَ لَکَ اِلَّا تَنْزِعُہُ مِنْیْ حَتّٰی تَنْشُرَ قَاتِلِیْ وَ اَنَا مُسْلِمٌ۔ (موطا امام مالک)

ترجمہ۔ یا اللہ تو نے فرمایا کہ دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے تو نے مجھ کو اسلام کی راہ دکھائی سو مرے نام تک اسلام مجھ سے نہ چھوڑا لیو۔ یہاں تک کہ میں مسلمان رہ کر مروں۔

سعی شروع کرنا

دعا ختم کر کے زیئوں سے اتریں اور دایاں طرف لے کر مروہ کی طرف دستوری رفتار سے چلیں۔ راستہ میں بیچ والی دیوار جو اسے دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ جس قدر ممکن جو اس کے قریب رہیں۔

میلین اخضرین (سبز نشانوں) سے جو وادی کی نشیب کی نشان دہی کرتے ہیں۔ ساتوں چکوں میں دوڑ کر نکلیں۔

میلین اخضرین

صفا و مروہ کے راستہ کے دونوں طرف دیوار کے دو ستونوں کو سبز رنگ سے رکھا ہے۔ لہذا صفا کو جاتے وقت اوّل مروہ سے لوٹتے وقت دایاں طرف دو چکر سبز رنگ کے ستون دیکھیں ہیں انہیں گے ان کو میلین اخضرین کہتے ہیں۔ ان کے درمیان ساتوں چکوں میں دوڑ کر نکلتا چاہئے جب میلین اخضرین سے نکل جائیں۔ تو پھر دستوری چال سے مروہ پر پہنچیں۔

عویش میلین اخضرین ہیں نہ دوڑیں وہ دستوری رفتار سے صفا و مروہ کی سعی کریں۔

صفا و مروہ کے درمیان یہ دعائیں تَرْتِیْلُ الْغَفْرِ وَ اَحْمَدُ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُّرُ الْکَرِیْمُ۔ (حصن حصین)

ترجمہ۔ میرے پروردگار مجھ پر مہربان اور رحمت فرما۔ تو زبردست نرمی والا ہے۔

مروہ پر پہنچنا

مروہ پر پہنچ کر چند زیئوں پر چڑھیں اور بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں۔ جیسے ہاتھ اٹھا کر صفا پر دعائیں مانگیں تھیں۔ ویسے ہی یہاں بھی وہی صفا والی دعائیں مانگیں۔

بقول حضرت ابن کثیرؒ کہ ”یہاں اللہ تبارک نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا غم و ہم، رنج و کرب، تکلیف و دکھ دور فرمایا تھا۔ اب سعی کرنے والے کو چاہئے کہ نہایت ذات و مسکنت، خضوع و خشوع سے سعی کرے۔ اور اپنے دل کی صلاحیت اور اپنے حال کی برداشت اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے اور تقاضاں اور عیبوں سے پاکیزگی اور

نافرانوں سے نفرت طلب کرے۔ اور ثابت قدمی اور یقینی اور فلاح اور بہبود کی دعا مانگے۔ اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرے۔ کہ گناہوں اور برائیوں کی تسکین کی راہ سے چلنا کہ کمال غفران اور نیکی کی توفیق بخشے۔ جیسے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے حال کو اُس مالک نے اوجھ سے ادھر سے ادھر پھیر دیا۔

دعائیں مانگ کر صفا کی طرف واپس طرف راستہ لے کر چلنا شروع کریں۔ اور میلین اخضرین کے درمیان کا فاصلہ دوڑ کر طے کریں۔

اسی طرح سعی کے سات چکر پورے کریں پہلا۔ صفا سے مروہ پر جانا۔ دوسرا۔ مروہ سے صفا پر آنا تیسرا۔ صفا سے مروہ پر جانا چوتھا۔ مروہ سے صفا پر آنا پانچواں۔ صفا سے مروہ پر جانا چھٹا۔ مروہ سے صفا پر آنا ساتواں۔ صفا سے مروہ پر جانا (اب سعی ختم ہوئی)

اضطباع

اضطباع جس کا ذکر طواف میں کیا جا چکا ہے۔ سعی میں نہیں کیا جاتا۔

سعی کب کی جاتی ہے

۱۔ متع (مروہ کے احرام والا) طواف بیت اللہ کے بعد کرتا ہے۔
 ۲۔ مفرد (رج کے احرام والا) بعد طواف بیت اللہ کرتا ہے۔
 ۳۔ قافل (رج و عمرہ کے احرام والا) بعد طواف کرتا ہے۔

۴۔ طواف زیارت کے بعد ایام نحر (۱۰ یا ۱۱ یا ۱۲) میں۔ بشرطیکہ مفرد رج والا پہلے سعی نہ کر چکا ہو۔

۵۔ نقلی عمرہ۔ سارے سال میں جب کوئی تہب ہی طواف کے بعد سعی کریں۔ یا درجے کے نقل طوافوں کے بعد سعی نہیں کی جاتی۔ اور نہ ہی نقلی طور سعی کی جاتی ہے۔

دو رکعت نماز نقل پڑھنا

صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہو کر حرم شریف میں آئیں۔ اور دو رکعت نقل پڑھیں

حلق یا قصر اور احرام کھولنا

دو رکعت نماز پڑھ کر حرم شریف سے

باسمہ آئیں۔
۱۔ اگر عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ تو سر کے بال مونڈ کر یا کٹوا کر احرام کھول لیں۔
مونڈوانا افضل ہے۔

احرام کھولنے کے بعد احرام کی سب ممانعتیں اور بندشیں ختم ہو گئیں۔ دستور لباس پہن لیں۔ اب مکہ معظمہ میں حج کا احرام یا ۵ ذوالحجہ کو باندھا ہوگا۔

۲۔ جس نے حج کا احرام باندھا ہے۔ وہ با دستور احرام میں رہے گا۔ اور اس ذوالحجہ کو جو عقیقہ پر لنگر یا مار کر قربانی کرے سر کے بال مونڈوا کر یا کٹوا کر احرام کھولے گا۔

۳۔ متنب ہو دی یعنی قربانی کا جائز گھر سے ساتھ لے کر گیا ہو وہ بھی حلی یا قصرتب تک نہیں کڑے گا۔ جب تک ۱۰ ذوالحجہ کو منیٰ میں قربانی نہ کرے۔ اور دستور احرام میں رہے۔ یہ حالت ہمارے ملک کو درپیش نہیں آتی۔ کیونکہ وہ قربانی ساتھ لے کر نہیں جاتے۔

عورتوں کو مردوں کی طرح بال مونڈانے یا کٹوانے جائز نہیں۔ انہیں چوٹی کے کنارے سے انگلی کے جوڑ کے برابر کاٹنے چاہئیں۔

عمرہ کھولنے کے بعد

اب دستور لباس کا استعمال جائز ہے اور سب ممنوعات احرام جن کا اوپر احرام کے احکام میں کر آئے ہیں ختم ہو گئیں۔

۱۔ کہ عمرہ میں قیام رکھیں۔ اور بڑی ہمت کے ساتھ عبادات میں لگے رہیں اور محرمات حرم سے بچے۔

محرمات حرم

حرم کی حدود میں یہ فعل ممنوع ہیں۔

۱۔ خار دار درخت کاٹنا منع ہے۔

۲۔ درخت کاٹنا منع ہے۔

۳۔ پرانی گری ٹری چیز اٹھانی منع ہے

۴۔ لڑنے کی غرض سے ہتھیار اٹھانا جائز نہیں۔

۵۔ خون ریزی کی ممانعت ہے۔

۶۔ قتال (دلائی) منع ہے۔

۷۔ حرم کا شکار بھگانا منع ہے۔

۸۔ گھاس کاٹنی منع ہے۔ مگر اذخر گھاس کے کاٹنے کی اجازت ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ کرامت

بھلائی پر رہے گی۔ وہ اس حرمت کی عظمت کرسے گی۔ پوری عظمت کرنا۔ اور جب اس عظمت کو ضائع کر دے گی۔ تو ہلاک ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ)

ایام قیام مکہ معظمہ کا پروگرام

۱۔ نیچوگانہ فرض نماز میں بڑے اہتمام کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ حرم شریف میں ایک نماز کا ثواب ایسا لاکھ کے برابر ملتا ہے۔

۲۔ نفلی طواف بتنے کرکیں کرتے ہیں

۳۔ تلاوت قرآن مجید کرتے رہیں۔ کم از کم ایک قرآن مجید حرم شریف میں حضور ختم کریں۔ تاکہ قلب کی صفائی حاصل ہو۔ اور زنگہ دور ہو۔

(۴) جس قدر ممکن ہو حرم شریف میں رہیں اور عبادت اور ذکر و فکر میں لگے رہیں۔ وہاں دنیاوی باتیں نہ کریں۔

(۵) جب حرم شریف میں قدم رکھیں۔ تو اعتکاف کی نیت کر لیں۔

(۶) نفلی عروں کی سعادت حاصل کریں۔ حج سے فارغ ہو کر حجاج اکثر نفلی عمرے کرتے ہیں۔

کہ شریف (باب الایام) سے تنہیم کو بسیں جاتیں ہیں۔ حاجی تنہیم سے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس مکہ مکرمہ آتے ہیں بیت اللہ شریف کا طواف اور سعی صفاء مروہ کر کے سر کے بال مونڈوا کر یا کٹوا کر احرام کھول ڈالتے ہیں۔

(۷) حسب توفیق صدقات اور خیرات سے حاجتمندوں کو نوازتے رہیں۔

(۸) تہجد نماز پڑھتے رہیں۔

(۹) اپنی صحبت کا خیال رکھیں خوردو نوش حسب عادت رکھیں۔ آب زمزم کثرت سے استعمال صحت کے لئے

اجناسے۔ بدن اور پیرے صاف رکھیں۔ مانند (Tide) کیڑے دھونے

کا پاؤڈر امریکہ کا بنا ہوا عربستان میں سستا اور عام ملتا ہے اس سے

کپڑے بہت جلد اور با آسانی دھل جاتے ہیں۔

میرے معتزم! آپ نے گھر بار چھوڑا خوشی و اتنا بھائی کی حوائی گوارا کی۔ سفر کیا۔ خرچ برداشت کیا۔ اور یہ سب

کچھ اللہ تعالیٰ کے رضا کے لئے کیا۔ لہذا آپ خوب دل لگا کر اللہ اللہ

کرتے رہیں۔

۱۰۔ ہر روز صبح کو طواف تہجد پڑھ کر

۱۱۔ ہر روز صبح کو طواف تہجد پڑھ کر

۱۲۔ ہر روز صبح کو طواف تہجد پڑھ کر

کرتے رہیں۔ بلا اشد ضرورت بازار میں نہ جائیں۔ اس وقت کو غنیمت جانیں۔ آپ عبادات کے لئے ایک ٹائم ٹیبل مرتب کر لیں۔ اور اس پر بہت کے ساتھ عمل کریں۔ موقعہ کا فائدہ اٹھائیں۔ کیا خبر پھر نائٹہ آئے یا نہ آئے۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بلبل زار می نالرد۔

در فراق بہار و وقت فراہ

گفتم اندہ سہر کہ باز آید

روز نو روز و لالہ و ریحان

گفت ترسم بقا وفا کند

ورنہ ہر سال گل و بہستان

الحاصل۔ حج تو ہر سال قیامت تک ہوتا رہے گا۔ مگر کیا خبر میں زندگی بقا کرے یا نہ کرے۔ اور پھر سعادت نصیب ہو یا نہ۔

مناسک حج۔ امام ج ۸ سے

۱۳ ذوالحجہ کا مکمل پروگرام خدام الدین

موردہ ۱۲ اپریل ۱۳۸۰ھ میں ملاحظہ فرمائیں۔

حج کے فرائض وغیرہ کی تفصیل

۱۔ فرائض حج۔ (۱) احرام باندھنا۔

(۲) وقوف عرفات کرنا (۳) طواف بارت کرنا (۴) تیئوں فرض اپنے مقررات

پر بجالانا۔ اگر کوئی فرض چھوٹ گیا۔

تو حج نہ ہوگا۔

۲۔ واجبات حج۔ (۱) احرام سقائے باندھنا (۲) سعی صفاء مروہ کرنا۔

(۳) یوم تخریم قربانی کرنا۔ (۴) وقوف مروہ عید کی صبح کو کرنا (۵) رمی جمار کرنا۔ رجعت پر لنگر یاں مارنا (۶) سر کے بال مونڈوانا یا کٹنا (۷) طواف وداع کرنا۔

(تنبیہ) واجب تصدق چھوڑنا گناہ ہے۔ چھوٹ جائے تو توبہ کرے

۳۔ حج کی مستثنیات۔ (۱) طواف قدم کرنا

(۲) تین خطبہ شننا

(۱) ذوالحجہ کو ظہر کے وقت عرفات پر مسجد نبوہ (۳) ذوالحجہ کو ظہر کے وقت مسجد خیف منیٰ میں۔

(۲) جس طواف کے بعد سعی کی جاتی ہے اس میں رمل کرنا۔ اور اضطباع کرنا۔

(۵) پانچ نمازیں ۲۰ ذوالحجہ کی ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا اور ۲۰ ذوالحجہ کی فجر کی نماز منیٰ میں پڑھنا۔

(۶) ۸ اور ۹ ذوالحجہ کے درمیان والی رات

حج اور اس کی عظمت

یہ دوسرے جو ہم اپنا دور کہتے ہیں۔ انسان کے عروج و ترقی کا دور ہے۔ زمین کے انتظام و انصرام اور رفت و گذشت تو خیر تھے ہی اب تو سرخ و قرم کی باری ہے۔ باری ہر عروج پر ترقی ایسی ایک سوال ہے جو پوری انسان کا سوال ہے۔ وہ سوال خود انسان کا سوال ہے یعنی انسان کیا ہے؟ یہ انسان مانا کہ مشین ہی کی مدد سے یہی اپنی ضروریات کا خود مشکل ہو گیا۔ مگر جب خود اپنی ضرورت پیش آئی تو اس کی صنعتی و تجارتی معطل ہو کر رہ گئی ہے۔

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا زندگی کی شب تاریک سحر کر دیا۔ یہ سوال پوری انسانی برادری کا مشتر سوال ہے اور ہر کوئی اس کے جواب

کا ذمہ دار ہے چنانچہ اسلام بھی؟ تو کیا اسلام نے اس سوال کا جواب دینے سے اعراض کیا؟

بلاشبہ ایک اسلام ہی وہ مکمل نظام ہے جس نے انسان کو اس کی بازیافت میں زندگی کے ہر موڑ پر اس کے مختلف ادوار میں زندگی کے ابتدائی مراحل سے لے کر بڑھاپے کی پختہ نظری تک رہنمائی کا وہ حق ادا کیا۔ کہ اپنی مثال آپ ہے اس کے پورے نظام عمل میں آپ کو جس طرح انفرادی زندگی کا اصلاحی پروگرام ملے گا۔ اسی کے پہلو بہ پہلو اجتماعی زندگی کا اصلاحی رخ بھی اس انداز سے نمایاں ملے گا۔ کہ اس کی انفرادی حیثیت پر ذرا آنچ نہیں آنے پائی ہے۔ اسلامی نظام کی یہ ہمہ گیری اور رہنمائی کا یہ شباب ہی

اسلام کی وہ خصوصیت ہے جس پر دوسرے تمام ادیان کے مقابلے میں فخر کرنے کا اس کو بجا حق حاصل ہے بلکہ ذیل اور ثبوت کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اگر اسلام پینا مبرین کہ دونا نہ ہوتا تو ہم کچھ نہ ہوتے اسی نے تو ہم کو انسان بنایا اور عالم کے خزانوں سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی۔ بلکہ کچھ دیکھ کر انسان کو انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا۔ یہ کوئی خوش بھی اور حیرت نگیں نہیں۔ تاریخ کی منہ پرستی شہادت و حقائق کا ناقابل انکار بازو میری پشت چاہی کہ رہا ہے۔ طوالت کا خیال اجازت نہیں دیتا کہ اسلام کے مکمل نظام کے متعلق اپنے دعویٰ کا پورا پورا ثبوت پیش کروں۔ البتہ اس وقت ایک خاص مناسبت سے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام کا ایک عظیم رکن ”حج“ کن عظیم جذبات اور احساسات پر مبنی ہے اور اسلام نے کس لطیف پیرایہ میں حج جیسے رکن عظیم کے ذریعہ انسان کو انفرادی اور اجتماعی زندگی کو سنوارنے اور اس کو انسانیت سے ہم آہنگ کرنے کی سعی بیغ فرمائی ہے۔

زمانہ قدیم و جدید کے تاریخ کے ہر مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دینی عبادت کے پیش نظر حج اور ایک مخصوص مقام کی زیارت کی رسم ایک پرانی رسم ہے۔ ہند اور چین و جاپان کی قوموں کے متعلق اپنے معبودوں کے استہانوں کی زیارت کا ثبوت اسی طرح قوم یہود کے متعلق قدیم ترین دور میں یہود کے اس مکان کی زیارت کا ثبوت جہاں کاہوت موسیٰ تھا اور مسجد اقصیٰ اور یسٹل کیلانی کی زیارت کا ثبوت اور عیسائیوں کے متعلق اس بیت المقدس کی زیارت کا ثبوت جہاں ان کا مقدس گیسہ ”القصیہ“ ہے۔ روز روشن کی طرح ملتا ہے مگر کہتا رہتا ہے کہ اس عبادت کی شکل اسلامی حج سے بہت دور افراط و تفریط کی وادی میں گم ہو کر رہ گئی ہے۔

اسلامی حج اس اعتبار سے اہم ترین رکن ہے کہ اس نے انسان کے انفرادی زندگی کو اس طرح ابھارا ہے کہ انسان ایمان باللہ کے عظیم احساسات سے سرشار ہو کر توحید کا سراپا پیکر بن جاتا ہے۔ ایمان باللہ انسان کے ہاتھوں زندگی کا ایک دستور اور پروگرام عطا کرتا ہے اور

- ۵۔ عرفات میں جبل رحمت کے قریب وقوف کرنا (آج کل حجاج معلوموں کے جموں میں جرم لگانے گئے ہوں ادھر ٹھہرتے ہیں)
- ۶۔ عرفات میں امام کے ساتھ ظہر اور عصر کی نمازیں اٹھی پڑھنا اور جماعت مسجد عمرہ میں ہوتی ہے
- ۷۔ تبلیہ کثرت سے پکارتے رہنا عرفات میں واپس آنا۔
- ۸۔ عرفات پر اگر ممکن ہو۔ تو امام کیساتھ وقوف کرنا۔
- ۹۔ مشعر الحرام رمزدلفہ میں عید کی صبح کو وقوف کرنا
- ۱۰۔ ازرواج کی صبح کو فجر نماز مزدلفہ میں منہ اندھیرے پڑھنا۔
- ۱۱۔ منی میں حرمہ عقبہ پر ازرواج کو سوج لطفے کے بعد لکڑیاں مارنا۔

(تنبیہ) اگرچہ حج گھوٹ جائے۔ تو کوئی مواخذہ نہیں۔ مگر حاجی کو صرف عبادت ہی کا کام ہے۔ اس لئے اسے سب فرائض و واجبات سنن۔ مستحبات بجالانے چاہئیں۔

- ۱۲۔ منی میں گزارنا۔
- ۱۳۔ ازرواج کو طلع آفتاب کے بعد منی سے عرفات روانہ ہونا۔
- ۱۴۔ وقوف عرفات کے لئے غسل کرنا۔
- ۱۵۔ ازرواج کی صبح کو مزدلفہ سے سوج لطفے سے پہلے منی کی طرف روانہ ہونا
- ۱۶۔ ۱۷۔ ازرواج کی راتیں منی میں گزارنا۔
- ۱۸۔ ازرواج کو رسی کرنا چاہئیں۔ تو اس رات بھی منی میں قیام کریں۔
- ۱۹۔ مکہ معظمہ کی طرف منی سے لوٹتے وقت کچھ وقت مصعب میں قیام کرنا۔
- ۲۰۔ (تنبیہ) سنت کے چھوٹنے پر دم قربانی دینا واجب نہیں ہوتا۔ مگر ان کا چھوڑنا اچھا نہیں۔ بہت کر کے سب سنتوں کو بجا لانا چاہئے۔
- ۲۱۔ مستحب حج۔
- ۲۲۔ تبلیہ مردوں کو با آواز اور عورتوں کو آہستہ پکارتا۔
- ۲۳۔ مفرد حج کرنے والے کو قربانی دینا۔
- ۲۴۔ مکہ معظمہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا۔
- ۲۵۔ مزدلفہ میں آنے کے لئے غسل کرنا۔

تعلق میرے موضوع سخن سے بھی ہے اسی سلسلہ ایشاد و قربانی کی وہ آخری کڑی ہے جہاں سے حیات طیبہ اور ایشاد قربانی کے ہمگیر سونے چھوٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قرآن پاک خبر دیتا ہے۔

وَاذْكُرْ اِتْلٰى اٰیٰتِہٖ وَرَبُّہٗ بِالْکِبٰیۃِ خَاسِرًا ۝

یہی وہ چند آراء تھیں ہیں جنہوں نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کا مادی اعظم اور پیتھائے اول بنا دیا۔ لہذا آئے ان واقعات پر بھی ذرا عبرت کی نظر ڈالیں۔

سن شعور کا آغاز تھا کہ قوت تفکر و ارادہ میں تحریک ہوتی ہے۔ مخلوق کے جلووں میں خالق کی نشان مل جاتا ہے۔ پھر جو بھی ربہ اکبر کی معرفت کی شراب سے رشاد ہوئے۔ ماحول کے نظریات، نواکب پرستی و انٹروین کے خلاف ایشاد و خدا کا مادی کا عظیم نمونہ پیش کرتے ہوئے اعلانِ وفاوت کر دیتے ہیں۔ صفحہ ارض گندگی سے پاک کرنے کے ارادے سے بت سننے کا وہ مضبوطی مگر خطرناک اظہار کرتے ہیں جس پر ایشاد قربانی کو بھی رشک آئے۔ مگر یہ کہ جتنے تو پھر اسی کے نیتے جتنے آگ کے ہوتے ہوئے انکاروں میں کودنا بھی پڑتا ہے اور دنیا حیرت زدہ ہو کر قربانی و ایشاد اور اطاعت و فرمانبرداری سے پہلی بار متعارف ہوتی ہے۔

پھر ستارہ پرستوں کی محبت برادری و اہل وطن کی محبت سے ہاتھ دھونے کا حکم ملتا ہے۔ بالآخر جلا وطنی کی بھاری مصیبت سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ پہلے میں ایک ایسا بیٹا عطا ہوا جو تمام ظاہری و باطنی حسن و کمال کا جامع تھا۔ باپ کی ضلعیت کا سہارا اور پیغام حق کا این تھا۔ والدین کا یہ لخت جگر ابھی ماں کی میں بلک بلک کر رو رہی رہا تھا کہ وادی غیر ذی زرع اور بے آب و گیاه بیابان میں تنہا چھوڑ آئے کا حکم ملا ہے۔ کیونکہ اسی سرزمین سے رہبر کے گھر کی تعمیر ہوئے والی تھی۔ یہیں سے رحمت الہی کا سرچشمہ جاری ہوئے والا تھا۔ خدا کا یہ فرمانبردار بندہ اب اپنے لخت جگر کو خدا کے حکم پر اپنے سے جدا کر دینے میں ذرہ برابر نہیں جھکتا۔

دوسروں کو کیا فائدہ۔ آپ اسطرح کی یادگار منائیں اس سے بچاؤ سے کسافوں کو کیا فائدہ۔ اسی سے اور دوسری مثالیں سمجھ لیجئے۔ دراصل اگر کوئی چیز اس کی مشق ہے کہ اس کی یاد منائی جائے تو بس وہ ہے جو سب کے لئے کیساں ہو، کسی ملک کے لئے خاص نہ ہو۔ ایک جماعت یا کسی خاص طبقہ کی نہ ہو۔ دولت و ثروت یا محض غریبوں کے لئے نہ ہو بلکہ سب کے لئے ہو۔ اس حقیقت کے پیش نظر آئے خدا بصیرت کی نگاہ ڈالیں کہ جو رکن عظیم سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ اور ملت ابراہیمیہ کا ریش پر نور ہے وہ ملت ابراہیمیہ جو دعوئے محمدیہ کی سنگ بنیاد ہے جہاں سے دین حقیقت کی زندگی کا ایک نیا موڑ شروع ہوتا ہے جس ششست اول پر دنیا کی سعادت کی تعمیر ہوتی جس کے لبادہ میں شریعت مصطفیٰ نے انسانوں کی اگلی پلہ کر جلد سکھایا۔ کیا وہ رکن اس کا مستحق نہیں ہے کہ اس کا ایک عالمگیر جشن اور یادگار منائی جائے۔ حج کی سب سے بڑی اور تاریخی خصوصیت یہی ہے کہ وہ ان مذکورہ بالا حقائق کا محض اظہار ہے۔ اجازت دیجئے کہ اب آپ کے سامنے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات پاک کے ان گوشوں کو واضح کر نہیں۔ اشارے ہی کرتا جلوں جن پر انسانی سہرت کی تعمیر کھڑی کی گئی ہے اور جس کی جھلک ہم کو آئینہ حج میں نمایاں طور پر نظر آ رہی ہے۔

آج سے ساڑھے چار ہزار برس قبل مشرق وسطیٰ کی سرزمین عراق میں جہاں "اَزْیَابَ مِّنْ حُذُوۡنِ اللّٰہِ" کا ٹھیل گیا تھا، جہاں انسانیت کا بیڑہ نکلا تھا۔ جہاں مخلوق خود خالق میں بیٹھی تھی۔ جہاں پر خدا پرستی کا نام تھا مگر جوا پرستی و اہام پرستی کو حقیقت کا نام دے رکھا تھا اسی سرزمین میں خدا کا ایک برگزیدہ بنی بندگی و اظہارِ جودیت اور رضا الہی اور تسلیم و سپردگی کا بند نصب العین لے کر جلوہ افروز ہوا اور اس عظیم مقصد کے لئے اس نے تقریباً

سوا سو برس کی عمر پائی۔ عمر عزیز کا ہر لمحہ ایشاد و جان نثاری قربانی و فداکاری کا زندہ جاوید نمونہ تھا۔ خانہ کعبہ جس کا

اس پروگرام کو اس حیثیت سے اپنانے کی توجہ دینا ہے کہ حالات خواہ کچھ بھی ہوں مگر دوش ایام کا تقاضا کچھ بھی ہو، شدت ہو کہ آسانی، غم ہو کہ رنج، محنت ہو کہ حاکمیت، اصل ہو کہ جھگڑا، آپ کو مومن باللہ ہونا چاہئے یعنی آپ کے ذہن سے یہ حقیقت کبھی غراوش نہ ہو کہ آپ جس طرح کسی وقت انسان ہونے سے گریز نہیں کر سکتے۔ اسی طرح مومن ہونے سے آپ کو مفر نہیں۔ میری مراد یہ ہے کہ آپ کے لئے بالکل ناممکن ہے کہ مومن باللہ ہونے کے باوجود زندگی کا کوئی ایسا اسلوب یا طریقہ کار اختیار کریں جو آپ کے مقصد حیات کے متافی ہو یا منافات کی بر آتی ہو۔ یہی وہ پہلا مطالبہ ہے جو ایک انسان سے اسلام کرنا ہے اور دم واپس تک ساتھ رہنا ہے حقیقت کا یہ پہلو رکن حج سے جس قدر ناگیا جاتا ہے محتاجِ تشریح نہیں ابتدائی منزل سے لے کر آخر دم تک مقصد حیات یعنی اخروی زندگی کی لغواء اور دنیا کی فانیات کا جو عالمگیر تصور کار فرما دیتا ہے اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ تصویر کی پہلی علامت اور اس کا یہی تسلسل انسان کو وہ دولت عطا کرتا ہے جس کو ایمان باللہ کی دولت کہا جاتا ہے۔

دنیا کا دستور ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کی پیدائش کا دن منایا جاتا ہے خود آپ کے ملک میں بہت سے دن منائے جاتے ہیں جن میں اظہارِ مسرت ہر وطن دوست کا اخلاقی فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ فی نفسہ یہ چیز اچھی ہے اگر حکومت پشت پناہی نہ بھی کرے۔ تب بھی حق و صداقت کا تقاضا ہے کہ ہم ان دنوں کی یاد منائیں۔ ان دنوں کی یاد منانے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جن لوگوں سے یہ دن مشوب ہے ان کا کام اور ان کے پیغام کی طرف ہماری توجہ مبذول ہو جائے گی جن سے ہمیں کام کرنے اور اچھا کام کرنے کا سبق ملے گا۔ معاف کیجئے گا کہ اگر میں آپ سے پوچھوں کہ کیا اس دنیا میں کوئی ایسی شخصیت ہے یا کوئی ایسا اہم فریضہ ہے جس کا فائدہ ہر فرد بشر کے لئے یکساں ہو۔ آپ کے ملک کے بڑے بڑے لوگوں کی یاد منائی جاتی ہے اس سے

گرش گشت سے آئے ہوئے مختلف رنگ
فل کے لوگوں کے حالات ، ان کی
زندگی کے طرز طریق کا گہرا مطالعہ
مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ مصر کا باشندہ
ہندوستانی سے اور شام کا بسنے والا
انڈونیشیا کے باشندے سے ، چینی ، یورپ
کے رہنے والوں سے ملاقات کرتا ہے۔
اور ملاقات بھی اس حالت میں کہ باہمی
فصل ، وطنی ، لسانی اور لونی شہید استقامت
کے باوجود سب کا لباس ایک ، سب
کی حرکت ایک ، سب کی تہذیب کا مرکز
ایک ، سب کا مقصد ایک ، تصور کئے
کو اس بین الاقوامی بعد بھی اگر عالمگیر
مسامحت و اتحاد کا پتہ نہیں چھوٹے گا
تو اس کی صورت دینا دلوں کی فطرت
میں اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہم کو اس
کا انتظار کرنا پڑے گا ، آپ ذرا یونے
وجود سو برس پہلے عثمانی قہر موطیے
آپ کو اس معاشرہ میں اس بات
کی بین دلیل ملے گی کہ یہ سچ واقعی
ایک بین الاقوامی کانفرنس اور عالمگیر
اجتماع اور اتحاد کا واحد نمونہ تھا۔
اسی لئے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم
(فداہ لہی وای) نے اس آنحضرت
مہیات کے لئے جو خطبہ حجۃ الوداع کے
مبارک مآستانے ارشاد فرمایا جو آج بھی لوگوں کے
دلوں کو گویا دیتا ہے) اسی مبارک اجتماع
کا انتخاب تھا

حج مہموں کو یاد دلانا ہے کہ
وہ کسی محدود وطن یا محدود زبان یا
کسی مخصوص قومیت کی زمینیں چھوٹے
ہوئے زمینیں ہیں۔ ان کا وطن خدا کی
وسیع زمین ہے۔ اس کی عالمگیر قومیت
صرف اسلام ہے۔ یہی اس کا مہلتا ہے
نظر ہے۔ اسلام بتانا چاہتا ہے کہ یہ
محدود تعلقات زبان کی راہ سے ، ہوں یا
فصل و رنگ کے طریق سے ، وطن کی
بنیاد پر ہوں یا علاقائیت کی بنیاد پر۔
اگرچہ یہ ناقابل انکار تعلقات ہیں مگر
ان کو مقصودیت کی شان دے دینا
السانیت کے لئے ننگ و عار ہے۔ یہ
تعلقات ایک وسیلہ اور ایک تمہید ہیں۔
اس عالمگیر تعلقی کو استوار کرنے کے لئے
جہاں کا درس حج کے ہر ہر موقع پر
دیا گیا ہے۔ پناہ یابی اسلام نے اسی
مبارک موقع پر حجۃ الوداع کے خطبہ میں
اس حقیقت کو برہنہ کر دیتے ہوئے

باعث ننگ و عار سے پھر جب اس
منزل پر انسان ہزاروں طوفان اور
سینکڑوں مصائب سے دوچار ہو تو
اس کو اپنی ہر چیز قربان کر دینی
پڑے گی۔ نیز اسوقت ابراہیم نے ہم کو
بتلایا کہ خدا پرستی کسی شوکت و شکست
پر موقوف نہیں اس کے لئے تو صرف
اطاعت شرط ہے۔ حج
ایک ہی صف میں کھڑے ہوئے محمد و ابراہیم
تاریخ نے اپنے کو اسی آواز کے
ساخند دہرایا۔ دیکھو مکہ مہبط وحی ہے
یہاں سے اسلام نے بیسی کے ساخنہ
اپنی آواز کو بلند کیا۔ پھر یہ آواز بلند
ہوئی جلی گئی۔ حتیٰ کہ ایک دن وہ بھی
گیا کہ اسی آواز نے سارے عالم کو
گھیر لیا۔

فریضہ حج اس کے علاوہ بھی اڑ
پنڈ حقائق و فوائد کو اپنے دامن میں
پنہاں رکھتا ہے۔ ان میں سے چند
کو میں بھی آپ کے سامنے پیش کر
رہا ہوں۔ مقصد اس پیش کش کا یہ
نہیں کہ محض فلسفیانہ موضوعات کی
جائیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اسلام اور
اعمال و احکام کی صداقت و حقانیت
ہمارے دلوں میں جاگزیں ہو جائے۔
اور ہم صحیح طور پر ان اعمال پر کاربند
ہو سکیں اور معرفت و یقین کی دولت
عظمیٰ کے حامل بن کر کسی فریبندہ کو
انجام دے سکیں۔

فریضہ حج جن عظیم جذبات و احساسات
کا آئینہ دار ہے ان میں سے ایک یہ
ہے کہ یہ انسان کو اتحاد و اخوت اور
بیگانگی اور پوری انسانی برادری سے
محبت کا بھرپور جذبہ عطا فرماتا ہے۔ آج
دنیا اتحاد و اخوت کو جس قدر زور دیتی
ہے شاید اس کا دونا ماضی میں کبھی
نہیں دوا گیا ہوگا۔ دنیا کی دو بڑی
بڑی طاقتیں اپنی اپنی جگہ بڑے بلند پایہ
دعائی کے ساتھ انسانی دوستی کی دعوت
دے رہی ہیں۔ تحقیق اظہر اور دوسری
مصلحت ہیں۔ انہیں اسی مقصد عظمیٰ کی
ترجمان ہیں۔ مگر چراغ نے کہ دنیا کے
گوشے گوشے میں گھوم جائے آپ کو
سب کچھ مل جائے گا اگر نہ ملے گا تو
وہی اخوت و اتحاد۔
حج کے مبارک موقع پر دنیا کے

ابھی بھی کم سن بچے خدا کی حریت
میں پروردگار پاک عالم شباب سے ہمتا
ہو رہی رہا تھا کہ اس کو خدا کی راہ
میں قربان کر دینے کا پروانہ مل جاتا
ہے۔ کمال اطاعت کئے کہ نہ باپ
کے پاس نہات میں یغزش آتی ہے
اور نہ بیٹے کو کسی قسم کی تشویش
کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے رضائے الہی
کے سامنے پھری کو تیز کر لیا۔ خدا کو
صرف خدا کی قربانی اور اطاعت ہر
کا امتحان لینا تھا سو وہ پورا ہو چکا
تھا۔ اب اپنی خاص رحمت سے انسانی
ضعف پر رحم فرمایا اور حضرت انسان
کی قربانی کے عوض حیوان کی قربانی کو
مقرر فرما دیا۔

ریختان عرب میں خدا کی مخصوص
عبادت کے لئے اس بیت اکبر کی تعمیر
کا حکم ملتا ہے جہاں کی حدود میں
نہ صرف انسانوں بلکہ حیوانوں اور پرندوں
تک کو امن مل جاتا ہے۔ جہاں سے
دنیا کے لئے اس وقت ابراہیم کا درس
دیا کہ پروانہ پڑھے گا فیصلہ خدائے ازل
نے ازل ہی میں کر دیا تھا جہاں سے
یہ درس ملتا ہے کہ جو معارف حرم ہے
وہی معارف جہاں بھی بن سکتا ہے۔ خدا
کے اس اطاعت شعار بندے نے اس
حکم کو بھی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ انہیں
ساری مثالوں اور حقائق کی یاد کو تازہ
کرنے کے لئے دنیا آج تک خاندان کعبہ
کو زیارت گاہ ہوتے رہے۔ سیدنا
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ وہ
آخری اطاعت شعاری ہے جہاں سے
مجموعی اطاعت شعاریوں پر ایک بار نظر
پڑ جائے۔ پھر اگر سیدنا ابراہیم علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کو اس
حیثیت سے ملاحظہ فرما دیں کہ زندگی کے
ہر لمحہ میں ہر موڑ پر مصائب کا طوفان
آیا۔ آزمائشوں کی بڑی سے بڑی اور
سخت سے سخت راہ آئی۔ کبھی اپنی قربانی
دی ، کبھی اہل و عیال کی قربانی پیش
فرمائی اور کبھی وطن اور اہل وطن کو
خیر باد کہا۔ مگر یہ نہیں ہو سکا کہ مقصد
وحید اور توحید الہی پر کسی راہ سے
ذرا بھی آنچ آئے دی ہو۔

فریضہ حج ہم کو سبق دیتا ہے
کہ حیات دراصل اطاعت امر کا نام
ہے صرف خورد و نوش انسان کے لئے

محمد امین ہیل ماسٹر پورسٹل جیل لاہور

محمد ونا و مرشد نا حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ ولایت پور

عقیدت کے چند پھول

آپ کے متعلق سنا تو بہت کچھ تھا لیکن افسوس ہے کہ دیکھا کچھ نہیں۔ اب اجازت چاہتا ہوں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا اس تمام عرصہ میں جو آپ میرے پاس ٹھہرے۔ آپ نے میرا کوئی عمل مستثنیٰ کریم سنی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی دیکھا۔ جواب نفی میں تھا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر ناصحانہ انداز میں فرمایا "میرے عزیز! اتباع بنی کریم سے بڑھ کر دنیا کی کوئی نعمت نہیں۔ استقامت کرامت سے بدرجہا بڑھ کر ہے۔ (الاستقامت فوق الکرامات) یہ سعادت کسی خوش نصیب کے حصہ میں ہی ہے۔"

ابن سادات برزور بارو نیست

تا نہ بشد خدائے بخشندہ

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلہ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ استقامت کا پہاڑ تھے۔ اور ساری زندگی عزم و ثبات کا نمونہ تھے۔ ہمیں کسی مقام پر پائے ثبات میں نفس امارتی نظر نہ آئی۔ آپ نے ۶۷ سال عمر پائی۔ ابتدائی ایام تحصیل علم میں گزارے اور حضرت مولانا عبداللہ سندھی کے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ طریقت میں شیخ المشائخ حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری قادری اور قطب الاقطاب حضرت سیدنا تاج محمود صاحب اردوئی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اور اس سلسلہ کو پکار چاند دگا دیئے۔ آپ کے ظاہری اور باطنی فیوضات کے پتلے پھرتے نمونہ آج بھی عالم میں لاکھوں کی تعداد میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

ایک دنیا جانتی ہے۔ کہ توحید کا رنگ آپ پر غالب تھا۔ درس قرآن اور تشریح طریقت کی پابندی معمول حیات تھا۔ جذبہ توحید آپ کو کبھی میں ملا تھا۔ نہ دن و شب یہ شکل رہتا۔ حتیٰ گوئی کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ باطل سے لگتا جاتا اور قیود بند کی صعوبتیں جھیلنا آپ کا شیوہ بن چکا تھا۔ اکثر فرمایا کرتے میری نظر بندی ہی اشاعت

ایک شخص سیدہ عائشہ حضرت جنیدؒ کے والدہ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ وہ ایک عرصہ تک آپ کی صحبت میں رہا۔ لیکن اسے کوئی خرقہ عادت کرشمہ نظر نہ آیا جس کا وہ طالب تھا۔ ایسی کے عالم میں اس نے واپسی کی ٹھان لی۔ اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: "حضرت

کے بعد بھی نہیں پیدا ہوتی۔۔۔" غور کیجئے کہ صفا و مروہ، عنایت و مٹھا اور خود حرم کو اپنے اپنے دامن میں الگ الگ عبرتناک نارسخ رکھتے ہیں۔ جب انسان ان تمام مقامات مقدسہ کی زیارت کرنا ہوا گذرنا ہے تو نہ معلوم حقائق کے کتنے دروازے کھلتے ہیں۔ عبرت و نصیحت کے کتنے گوشے واضح ہوتے ہیں۔

انسانی زندگی کو کہاں کہاں سے مہم لگتی ہے۔ پھر اس جذبہ احساس کے بعد خدا کی جو عبادت ہوتی ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ ہم تو کیا، کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس مقام عبرت سے ہو گذرے ہیں۔ یہ وہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ صدیقوں کے بعد آج پائے ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔

الذکر، آج ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ قدیم تہذیبوں اور اقوام کا مطالعہ اس مطالعہ سے کہیں اونچا ہوگا جو ہم کتابوں کی وساطت سے کرتے ہیں داد دیجئے حق و صداقت کی اور اختلاف کیجئے اسلام کا، جو بات آج کے دور میں پایہ ثبوت اور روشن دلیل بن کر آ رہی ہے آج سے بچوہ سو برس پیشتر اسلام اس کو طشت الزہم کہ چکا تھا۔

انجیر میں مختصر طور پر یہ عرض کروں گا کہ قریش نے آج اور یہ عالم گیر اجتماع اس بات کی کھلی شہادت ہے کہ اسلام وہ زندہ جاوید مذہب ہے کہ تاقیامت برقرار رہے گا۔

آرثاء فرمایا تھا۔۔۔
النَّاسُ كَأَشْنَانٍ الْمُشْتَطِ ذَلَّ فَضْلُ
يَلْعَنُ بَنِي عَلِيٍّ الْعَجَبِيُّ ذَلَّ لِمَجْعَتِي عَلِيٍّ
الْعَرَبِيِّ إِيَّاكَ يَا الْقُدُّوسِ وَكَفَلَهُمْ بَيْتُ أَدَمَ
مِنْ نَكَابٍ۔

ترجمہ۔ انسانی برادری کے افراد سب برابر ہیں کبھی کے دنانے کی طرح باہم سب متحد ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر سوائے تقویٰ اور کسی شخص کی کوئی بڑی حاصل نہیں کیونکہ تم سب کے سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے یعنی سب کی اصل ایک ہے (اس

آپ نے اس موقع پر اس بینظیر سادات کو ذہن نشین اور قلوب میں متحضر کرنے کے لئے آیت مشعرانی یَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا۔ اِنَّ اَكْذٰبَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَشْقَاكُمْ کی تلاوت فرما کر دنیا کی پوری وضاحت فرمادی کہ دنیا میں مرد و عورت اور باہم لوگوں اور قبیلوں اور خاندانوں کی تقسیم اس لئے عمل میں نہیں آئی ہے کہ اس کو ایک دوسرے پر تفوق و تعالیٰ اور ادنیٰ کی وجہ سے کا سوال بنایا جائے بلکہ انسانی معاشرہ میں مصالحت اور دیگر امور میں امتیاز بائی رکھنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ ورنہ بڑائی اور بزرگی کا معیار تو صرف تقویٰ اور خوف خداوندی ہے۔

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ دنیا کو دستور دینا کیسے۔ جاوید اور قدیم نظاموں کو کھٹال لیجئے اور پھر بتلائیے کس دستور اور نظام میں آپ کو دستاویز کی اس ایک جہت کو چھوڑ دیجئے (تعلیم و تبلیغ ہی کی ایسی تکرار ملتی ہے کیا اس گیرانی و گرفت کو آپ معمولی سمجھ رہے ہیں؟ کیا روم و ایران باقی رہ گئے؟ اور کیا انہیں بکری پھرانے والوں کی صف میں سب نہیں مل گئے تھے؟

قریش نے آج انسان کو مقامات متبرکہ سے ہٹا کر کرنا ہے آپ نے کبھی سوچا کہ اس نے ہم کو کیا درس دیا۔ اس کی اداسی انسانی قلوب پر ایسی سحر انگیز تاثیر چھوڑتی ہے جو لاکھوں صفحات کے مطالعہ اور ہزاروں تقریروں کے سننے

دین کا باعث بنی۔

اسوۃ حسنہ

زبانی وعظ اس وقت تک کوئی نہیں لکھا جب تک کہ وعظ کا اپنا عمل اس پر نہ ہو آپ مابیت کے اس دور میں لباس، خوراک، رانٹ اور سادگی میں قرون اولیٰ کی یادگار تھے۔ وسعت کے باوجود فقر کو ترجیح دیتے تھے۔ اور معاملات میں ہمیشہ خلق عموں کا رنگ پیش نظر رکھتے۔ چوں کہ غصے کی انتک مصروفیات، انہن کی امارت، تبلیغی مصلحتوں کی طاعت اردو اور سنی مترجم قرآن کی اشاعت، درس و تدریس وعظ و تبلیغ، مدرستہ الہیات کی سرپرستی، ماسو کی لگائی، اولاد کی تربیت، مساجد کی تعمیر و تزیین، لٹریچر کا اجراء، پیاما اور بیگانہ کی پرورش، رسالہ خدمات الدین کے مضامین جو کہ خطبات، مجلس ذکر کا انتہام، بیرونی لوگوں سے ملاقات، انفرادی تھکافے، جماعتی ضروریات، خطوط کے جوابات پھر ذاتی عبادت اور مجاہدہ کچھ ایسی مصروفیات تھیں کہ سوائے ولی کے کوئی دوسرا عہدہ برآ ہو ہی نہیں سکتا تھا اس پر تعجب یہ کہ کبھی راستے پر بل نہ آتا۔ چہرے پر ہر وقت مجیدہ تبسم رہتا۔ اور خلق عظیم کا یہ جیسے گولان گول مصروفیات کے باوجود صبر و تحمل کے حسن کو کبھی مانتے سے نہ پھوٹتا۔ وہ دنیا میں ایک انجمن تھے۔ اس مقام کے ہوتے ایسا خلق خض تاہد بزدی اور روحانی کثرت نہیں تو اور کیا ہے۔ ورنہ ۸۰ برس کا عمر رسیدہ مرد ہمار کی طرح اتنی ذمہ داری عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔ اپنے گھر کا لو ذکر کیا غیروں کا فکر آخرت بھی انہیں تھلا رہتا۔ کسی کی ذاتی دل آزاری بھی مطلوب نہ تھی۔ اور نہ ہی کبھی کسی کو بُرائی سے یاد کرتے۔ آپ ہمیشہ جمعی رنگ ہیں کوئی بُرائی یا روحانی بیماری بیان کر کے اصلاح حال کی کوشش فرمایا کرتے۔ حتیٰ کہ اختلاف رکھنے اور بُرا بھلا کہنے والوں کے لئے بھی ہمیشہ دعا کرتے تھے۔ حتیٰ بات قبول و لناس حسنہ کے رنگ میں بیان فرماتے۔ اور لوگوں کے دل صبر کر لیتے۔ اور ان لوگوں کے حق میں ہمیشہ دعا کرتے خیر فرماتے۔ بزرگوں کی نصیحتاں سے کہ دشمن کے حق میں بھی دل سے دعا کرتے تھے۔

وہ جفا کرتے رہے اور ہم وفا کرتے رہے اپنے اپنے فرض کو دونوں ادا کرتے رہے

وہی حلال اور صدق مقال ولایت کے دو چہرے نشان ہیں۔ صدق مقال کا تو کھپ جاتے ہی ہیں کہ جہاں بیچ سے لے کر شام تک زبان قرآن و حدیث اور ذکر فکر سے تر رہے۔ وہاں ماسوائے صدق مقال کے اور گمان کرنا ہی گناہ ہے۔ رزق حلال کا بھی حضرت کے ہاں خاص اہتمام تھا۔ برعکس ہیں رزق حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی تاکید فرماتے۔ نہایت محبت کے ساتھ حرام خوری سے نفرت دلاتے اور رزق حلال کی برکات واضح کرتے۔ آپ فرمایا کرتے۔ کہ رزق حرام کھانے سے گوشت پوست اور سبب جسم حرام ہو جاتا ہے۔ نیز اولاد تک اس کے اثرات پہنچتے ہیں۔ اگرچہ عام کو مکلف نہ کرتے۔ لیکن خاص مقربین کو فرماتے کہ مشکوک کا کنارے سے قیضا بھی چیز نہ خریدو۔ ہو سکتا ہے۔ قصاتی چوری کا پکڑا ذبح کر کے بیچ رہا ہو۔ یا دکاندار نے فروخت کے مال میں حرام کی ملاوث کر رکھی ہو۔ فرماتے کہ جس طرح گھڑے کے پانی میں ایک قطرہ پینٹاں مل جانے سے سارا پانی حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دھڑا حرام بھی سارے مال کو حرام کر دیتا ہے۔ چنانچہ اکثر احباب کوئی چیز خریدنے سے پہلے حضرت کو دکھا دیتے۔ آپ کے نفس سے حرام و حلال کا ایک معیار تھا۔ آپ نفس سے فرما دیتے کہ اس چیز میں حرام کا شائبہ ہے یا نہیں۔ فرماتے میرے نزدیک رزق حلال کھانے والا ولی ہے۔ ماشاء اللہ آپ اس معیار پر پورے تھے۔ اور مقربین کو حرام کے شائبہ تک سے گریز کرتے۔

یہ آپ کا تقویٰ تھا۔ کہتے ہیں امام ابوحنیفہؒ دریا کی طرف جارہے تھے۔ کسی نے جانے کی وجہ پوچھی۔ تو فرمایا کہ پلیرے کی یہ تھوڑی سی بلدی وحدے جانے جارہا ہوں اس شخص سے عرض کیا کہ اتنی بلدی تو آپ نے حرام کر رکھی ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ وہ میرا حق ہے۔ اور یہ میرا تقویٰ ہے۔ اسی طرح حضرت خود کو اس معاملہ میں بہت محتاط رہتے اور رزق حلال کی سخت پابندی کرتے۔ گردہ دوسروں کو مکلف نہ کرتے۔

آپ کشف القبور پر حاوی تھے۔ کئی بار آپ نے فرمایا۔ مجھے شاہی قلعہ کی غری دربار کے پاس ایک خاص قسم کی خوشبو آ رہی ہے۔ اور میں وہاں ایک ولی کو

مدفون پاتا ہوں۔ مجھے ان کے سر اور پاؤں تک کا علم ہے اور باطن کی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔ مگر بتاتا نہیں کیونکہ..... آپ فرمایا کرتے کہ اسے اپنی دھیال کو ہم سال کی ضروریات دے کر سپرے پاس نہرو۔ حلال کی دیکھی سوکھی روٹی میرے پاس کاؤ ڈرو۔ مگر میں خود کو جو رکھو۔ اور پھر دیکھو تمہیں بھی یہی تعبیر نصیب ہوگی یا نہیں۔ ایک عجز کے حوالے سے فرمایا کرتے۔ جس کے دو بیٹے فوت ہو گئے تھے آپ نے اس عجز کے ایک لڑکے کو اچھی حالت میں دیکھا اور دوسرے کی حالت دیگر کوں بتائی تو اس نیک عالتوں نے اقرار کیا۔ کہ جس کی حالت اچھی ہے۔ وہ ہنگامی حادثہ کا شکار ہوا تھا۔ اور دوسرے نے خوشی کی تھی۔

آپ نے ساری عمر دینی خدمت کے عوض اپنے لئے ایک جہہ بھی قبول نہیں کیا۔ بلکہ اپنی اولاد کو بھی منع فرمایا۔ اور رزق کے متعلق کافی بھیماکا وہی مذاق میں جیت لایحسب سے دے گا۔ اور واقعی دیتا رہا۔ اکثر اپنی جیب سے کئی پوگان۔ تینوں اور درہنوں کی پرورش فرماتے۔ شریعت میں آپ کتاب وسنت کے اوسمخ خلقی المہرب تھے۔ مگر دوسرے ہر سہ ائمہ دین اور ان کے متقدمین کو بھی اچھا جانتے تھے۔ آپ رسول کاملؐ کی حدیث احصائی کا لیجیوم کے قائل تھے۔ ازل سے مصلح کی اور صلحی طہیت پائی تھی۔ اور جملہ ائمہ دین کو فروغی اختلافات کے باوجود صحیح سمجھتے۔ اور طریقت میں سلسلہ قادریہ پر کار بند تھے۔ اور وہ بھی بہت سہل انداز میں تاکہ کوئی تنگی محسوس نہ رہے۔ دیگر ہر سلسلہ جہت تقبذی۔ اور سہروردی کو بھی اچھا جانتے تھے۔ مگر خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متقدم تھے۔ البتہ خوش اعتدالی کی بجائے مستقل عمل پر زیادہ نظر رکھتے تھے۔ آپ فرماتے کہ میں بھی حضرت شیخ ابوہریرہؓ کی درگاہ پر جاتا ہوں۔ مگر لاہور کی ہنسی طرح نہیں کہ خدا کے گھر میں مسجد میں حاضری کا نام نہیں۔ اور محض دربار پر حاضری اور مردادی مالکنا فرض گردان لیا ہے۔ مزید فرماتے میرا رنگ اور ہے۔ تمہارا رنگ اور۔ قیامت کو فیصلہ ہوگا کہ کون راہ راست پر تھا۔ آپ ہمیشہ حضرت شیخ ابوہریرہؓ فرمایا کرتے کبھی داتا صاحب نہ کہتے اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ آپ پر توحید کا رنگ غالب تھا

روحانی پرواز

حضرت عیسیٰ کا خط دریائے نیل کے نام

محمد امین ہیدما سٹر بورسٹل ہیل، لاپور

نہ یہ سارا واقعہ حضرت عیسیٰ کی خدمت میں لکھ بھیجا تاکہ حکم کے مطابق تعین کی جائے جب حضرت عیسیٰ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ نے دریائے نیل کے نام ایک خط لکھا جس کا مطلب یہ تھا۔

”اے دریائے نیل! ہر چیز خدا کے قبضہ میں ہے اور اسی کے حکم کے ماتحت چلتی ہے۔ اے دریائے نیل! تو پہلے بھی خدا کے حکم سے بہتا تھا۔ اب بھی تجھے خدا تعالیٰ کے حکم سے جاری رہنا چاہئے۔ لیکن یاد رکھ! اگر انسانی جان کی قربانی، بھینٹ یا نذر سے چلنا ہے تو عیسیٰ تیرے خلاف تلوار اٹھائے گا کیونکہ اسلام میں انسانی قربانی منع ہے۔“

آپ نے ایک اور خط گورنر کو لکھا اور حکم دیا کہ مصری لوگوں کو اس خیال سے باز رکھا جائے اور ان کا خط دریا کے نام عین اسی جگہ ڈالا جائے جہاں ہر سال زندہ لڑکی ڈبوئی جاتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کا مکتوب دریائے نیل میں ڈالا گیا تو دریا میں آنا بھٹنا آیا کہ سارا علاقہ سیراب ہو گیا اور پہلے سے بہت زیادہ اناج پیدا ہوا۔ اور اس دن سے لے کر آج تک دریا نے نیل کبھی خشک نہیں ہوا۔

حضرت عیسیٰ کا زمانہ ہے اور مصر کا علاقہ فتح ہو چکا ہے۔ ایک دن مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص نے دیکھا کہ مصری باشندے ایک جلوس میں شریک ہیں اور جلوس کے آگے ایک نوجوان لڑکی ہے۔ جسے لوگوں نے دہن کی طرح سجایا ہوا ہے۔ گورنر نے جب یہ حال دیکھا۔ تو ان کا ماتھا ٹھنکا۔ اور پوچھا کہ یہ کیسا جلوس ہے۔ حضرت عمرو بن عاص کی حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب ان کو معلوم ہوا کہ اسی طرح ہر سال ایک نوجوان لڑکی آرامتہ و پیراستہ کر کے دریائے نیل کی نذر کی جاتی ہے۔ اور ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ لڑکی کی بھینٹ سے دریا خوش ہو کر جوش میں آتا ہے اور زیادہ پانی پھیلاتا ہے اور اس طرح سے زمین زیادہ سیراب ہوتی ہے اور فصلیں ہری بھری رہتی ہیں۔ مصریوں کا خیال تھا کہ اگر اس سال لڑکی نہ ڈبوئی گئی تو دریا خشک ہو جائیگا اور فصلیں برباد ہو جائیں گی۔ مصر کا گورنر یہ سن کر لوگوں کے اس غلط عقیدہ اور انسانی قربانی سے کانپ گیا اور جلوس والوں سے کہا کہ وقتی طور پر اس خیال سے رُک جائیں۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عاص

حضرت عیسیٰ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معانی تھے۔ ایک دفعہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دس آدمیوں کے ہمراہ مکہ کی طرف تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا۔ جب مکہ والوں کو خبر ہوئی تو ان کی نیت بدل گئی چنانچہ کفار مکہ نے دو سو سواروں کا ایک جھٹ لے کر پہاڑی سے حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھیوں پر تیروں کی بارش برسا دی۔ جس سے حضرت عیسیٰ اور ان کے سب ساتھی سوائے حضرت غیبیہ اور حضرت زید کے شہید ہو گئے۔ حضرت غیبیہ اور حضرت زید کو قیدی بنا کر مکہ لے جایا گیا اور بیچ دیا گیا۔

حضرت عیسیٰ نے شہادت سے پہلے دعا کی۔ کہ یا اللہ! ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے حال کی خبر کر دے۔ دوسرے میری لاش کو کفار کے ناپاک ہاتھوں سے بچا لینا۔ کیونکہ کفار کی یہ تجویز تھی کہ حضرت عیسیٰ کی لاش مبارک، جسم کے ٹکڑے حتیٰ کہ ذرا ذرہ سے چھڑے کو بھی جلا کر دل ٹھنڈا کریں کیونکہ آپ کے ہاتھوں جنگ بدر میں بڑے بڑے اکابر قریش قتل ہوئے تھے۔ سلاز نامی ایک عورت کے دو لڑکے بھی حضرت عیسیٰ کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے اور اس نے قسم کھائی تھی کہ حضرت عیسیٰ کی کوہڑی میں شراب پئے گی اور اسی عورت نے حضرت عیسیٰ کے سر کا انعام مقرر کیا تھا کہ جو کوئی عیسیٰ کا سر لائے گا سو اونٹ انعام دوں گی۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے یہ سارے الفاظ بذریعہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دئے گئے اور ادھر

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور کین راجیٹ نمبری ۱۶۳۲۱/۵ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور کین راجیٹ نمبری ۲۴۳۱-۲۴۳۰-۳۰-۵ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۶ء

پاک ہند کے جید علمائے کرام کا مصدقہ

قرآن عزیز

مترجم و محشی

موقیہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

• ہر سورۃ کا عنوان • ہر رکوع کے شروع میں خلاصہ اور مآخذ • ربط آیات
• ہدایہ • جلد پارچہ چھ روپے • محصول ڈاک دو روپے • کاغذ کمینکل نیوز
(رقم بذریعہ سنی آرڈر پیش کیجیے)

خطبات جمعہ

ابن حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
جمعہ کے دن جو خطبہ حضرت شیخ التفسیر ارشاد فرمایا
کہتے تھے وہ پہلے علام الدین کیا کہتے رہتے تھے۔ اب
ان کو کتابی شکل میں کرطیہ شائع کر دیا گیا ہے۔ اس
وقت تک خطبات کی آٹھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں سولہ
درجہ سوم کے ہر ایک کی قیمت ایک روپیہ چھپس ہے
تاجران کے لئے خاص رعایت محصول ڈاک ایک
روپیہ پچاس پیسے بذمہ خریدار۔

شجرہ خاندان عالیہ قادریہ راشدیہ
اور ترکیب ذکر جہر
سہ رکعہ • آرڈر پیش
قیمت ۲۵ پیسے — ڈاک خرچ ۱۳ پیسے

قرآن مجید

(انڈی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا وسینا تاج محمود امری نور اللہ مرقدہ
شائع ہو گیا ہے
۱۰ ہر فی جلد سات روپے ڈاک خرچ ۱۰ روپے کل نو روپے پیش کیجیے طلب کریں۔

کتاب سنت کی روشنی میں دوا کی بیماریوں کا مکمل علاج

جلسہ ذکر
کے مضامین کی مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ آپ ان مضامین کے عنوانات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کون سا کتاب میں کیا بیان ہے حضرت
شیخ التفسیر مجلس ذکر کے بعد ارشادات فرماتے رہتے تھے وہ علام الدین میں چھپتے رہتے تھے اب ان کو کتابی شکل میں شائع کروایا ہے کتاب کے پانچ حصے
ہیں ہر ایک حصہ کی قیمت ایک روپیہ ہے مکمل سیٹ کی قیمت پانچ روپے محصول ڈاک بذمہ خریدار مبلغ ایک روپیہ (چھپا حصہ زیر طبع ہے)

حصہ اول	حصہ دوم	حصہ سوم	حصہ چہارم	حصہ پنجم
• ذکر الہی کی خاصیتیں	• تغذی اور زہد میں فرق	• آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع	• فیض کیا چیز ہے	• رباعیہ
• ذکر الہی کی تاثیر	• عالم وحدت اور عالم ثنوت	• غیر اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق	• کامل کی صحبت	• باطنی اصلاح کے بغیر بیخ طبع
• موت بخیر	• انسان کی روحانی تربیت	• پیدا ہو جی نہیں سکتا۔	• تزکیہ کی برکات	• شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا۔

ملنے کا پتہ: شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین، اندرون شیر نوالہ گیٹ لاہور